رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ط

ظلمتیں کافور ہوجائینگی اِکدن دیکھنا	عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا	میں بھی اک نورانی چہرے کے پرستاروں میں ہوں

الفضل

خدا تعالیٰ نے اسبات کے ثابت کرنیکے لئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں۔ اسقدر نشان دکھلائے ہیں۔ کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جاویں۔ تو انکی بھی اس سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔ ... لیکن پھر بھی۔ لوگ ... نہیں مانتے۔ (چشمۂ معرفت ص۳۱۷)

مضامین بنام ایڈیٹر

اور

باقی تمام خط و کتابت مینیجر الفضل قادیان دارالامان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو۔

چندہ مقامی خریداران للعہ

چندہ غیر ممالک سے سات روپے (لعہ)

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۷)

جلد ۲	مورخہ ۲۴۔ نومبر ۱۹۱۴ء۔ مطابق ۴۔ محرم الحرام ۱۳۳۳ھ ہجری	نمبر ۶۹

مدینۃ المسیح

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی بتائید الٰہی خیریت سے ہیں۔ حضور نے بخاری کا درس دینا شروع کردیا ہے۔ عورتوں میں بھی بخاری کا درس دیتے ہیں۔

۲۔ اہل بیت نبوی اور حضرت خلیفۃ المسیح اول کے خاندان میں خیریت ہے۔

۳۔ مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی سرور شاہ صاحب نے حیدرآباد پہنچکر تبلیغ کا کام شروع کردیا ہے۔ اور مسٹر مبارک علی صاحب بی۔ اے اور حافظ روشن علی صاحب کلکتہ پہنچ گئے ہیں۔

ہائی سکول اور مدرسہ احمدیہ میں لڑکوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق منتظمین کی کوشش قابل تعریف ہے۔

آمد مہمانان۔ میاں حکم دین صاحب سب انسپکٹر پنشنر ساکن ضلع جہلم ملک شیر محمد خان رئیس چک نمبر ۲ کوٹ رحمت خان (گوجرانوالہ) کے علاوہ اور مہمان بھی تشریف لائے۔ ایک صاحب موصوف

تازہ خبریں

ترکی و امریکہ۔ لنڈن ۱۹۔ نومبر صوبجات متحدہ امریکہ کی گورنمنٹ نے قسطنطنیہ سے اس امر کا جواب طلب کیا ہے۔ کہ کروزر ٹنسی کی کشتی پر جسمیں کمانڈر سوار ہوکر سرکاری حکام سے ملاقات کرنے کے لئے سمرنا جارہا تھا۔ کس لئے گولہ باری کی۔

دہلی ۲۰۔ نومبر۔ بحوالہ لنڈنی تار مورخہ ۱۸۔ نومبر۔ جرمن پیرس سے ابھی چار پانچ میل کے فاصلہ پر ہیں۔

۲۰۔ نومبر۔ کوبہ میں ایک جرمن جہاز بدیں الزام پکڑا گیا ہے۔ کہ اس نے جہاز ٹروبوس کی نقل و حرکت کے متعلق منلا سے ایڈن کو ہوائی تار بھیجنے کا انتظام کیا تھا۔

برلن کی خبر ہے۔ کہ جرمن بیڑے نے روسی بندر لیبا کے ناکہ پر جہاز غرق کرکے بند کردیا ہے۔

لنڈن ۲۰۔ نومبر۔ سرویہ تسلیم کرتی ہے۔ کہ اسے مقام والجیو خالی کردینا پڑا ہے۔ والجیو سرویہ کے شمال مشرقی گوشہ میں سرحد آسٹریا سے ۴۰ میل بجانب جنوب اور بوسنیا کی سرحد سے ۲۰ میل بجانب مشرق ہے۔

لنڈن۔ ۲۰۔ نومبر۔ ضلع ارض روم کے تمام محاذ پر لڑائی جاری ہے۔ سڑکوں کی خرابی کی وجہ سے معرکہ آرائی میں دقت پیش آرہی ہے۔

ڈیلی میل کا نامہ نگار بیان کرتا ہے۔ کہ جرمنوں نے منگل کو تیل کے ذخیرہ کو گولہ باری سے آگ لگادی۔ ریلوے سٹیشن کو نقصان پہنچا۔ اور جرمنوں نے چند چھوٹے چھوٹے تجارتی جہاز غرق کردیئے۔

جرمن تباہ کن غرق۔ ایک جرمن تباہ کن سرنگ سے ٹکراکر غرق ہوگیا۔

لنڈن ۲۰۔ نومبر۔ جرمنوں نے دسٹوا اور رودنال کے درمیان ہماری صف کو چیرنے کی کوشش کی لیکن بے فائدہ۔ ہم نے بہت بھاری توپ خانہ اور بہت قیدی اسیر کئے۔

۳ ہزار آسٹروی قیدی۔ روسیوں نے ۳ ہزار آسٹرویوں کو اسیر کیا۔ اور دسنوز۔ گورس دکلا اور اجک پر قبضہ کرلیا۔

جرمنوں کی پیشقدمی۔ لنڈن ۱۹۔ نومبر۔ جرمنوں نے روسیوں کو وارسا کی طرف دریائے زورا تک جو وارسا سے ۲۲ فاصلہ پر واقع ہے پیچھے ہٹا دیا۔

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پروپرائیٹر پبلشر اور پرنٹر کیلئے شائع ہوا)

جنگ یورپ

مغربی لڑائی پیرس کے جنوب میں بڑی خطرناک گولہ باری جاری رہی - دشمن نے ارگون میں تین سخت حملے کئے مگر سب پسپا ہوئے۔ جرمن شادن کورٹ پر پھر قابض ہوئے جنکے مشرق کی طرف پیشقدمی کی۔

دہلی ۲۰ نومبر برٹش فوج ترکی قلعہ فاؤ پر قبضہ کرکے شط العرب کی طرف بڑھی ہے اور فاؤ اور شط العرب کے دائیں کنارے پر مقام سانیو پر لڑائی شروع ہوگئی ہیں۔

لندن ۱۹ نومبر پٹروگراد میں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ کل بحیرہ اسود کا روسی بیڑہ گوبن اور برسلا سے مصروف پیکار ہوا۔ گوبن کو شدید ضربیں آئیں اور اسپر میگزین اڑنے کے کئی دہماکے وقوع میں آئے روسیوں کے ۳۳ آدمی ہلاک ہوئے۔ آخر گوبن اور برسلا کہر میں غائب ہوگئے۔ ۲۰ نومبر۔ روسی بیڑہ جہازات سے جو سباسٹوپول کی طرف جارہا تھا گوبن اور برسلا کیپ سارچ کے لائٹ ہوس (روشنی کا مینار) سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر دیکھا۔ روسی جہازوں نے جنگی ترتیب میں فراہم ہو کر دشمن پر دائیں طرف سے ۸ ہزار گز کے فاصلہ سے گولہ باری شروع کی۔ روسی علمبردار جہاز کی ۱۲ انچ دہانہ کی توپ کا پہلا گولہ گوبن کو لگا جس سے آگ لگ گئی۔ گوبن پہلو کی بڑی توپوں سے خاص علمبردار جہاز پر گولے برساتا رہا۔ آخر ۱۴ منٹ گولہ باری کرنیکے بعد گوبن نے نصف دائرہ کا چکر کاٹا اور کہر میں غائب ہوگیا۔ برسلا اس تمام کارروائی کی زد سے باہر رہا۔ روسیوں کا ایک لفٹنٹ اور ۳۴ آدمی مجروح ہوئے۔

لندن ۲۰ نومبر گزشتہ شام کو پیرس میں جو سرکاری اطلاع شائع ہوئی ہے اس سے پایا جاتا ہے کہ ۱۹ کو سارا دن تمام محاذوں پر خاص طور پر سکوت طاری رہا اور کوئی امر قابل رپورٹ نہیں۔

گرفتاری ۲۰ نومبر کو برن میں ایک جرمن جہاز راں اس الزام میں پکڑا گیا ہے کہ اسنے جہاز ٹرولوس کی نقل و حرکت کے متعلق منیلا سے ایڈن کو ہوائی تار بھیجنے کا انتظام کیا تھا۔

جرمن نقصانات ٹائمز کا نامہ نگار کوپن ہیگن سے بیان کرتا ہے پرشیا سے جو سرکاری فہرست اموات کی شائع ہوئی اسکی تعداد نو ہزار دو سینتالیس ہے۔ وہیریا سکنی اور وزبرگ کے نقصان کی تعداد چار لاکھ تک ہے۔

مشرقی میدان کارزار

روسی محاربہ لنڈن ۱۹ نومبر مغربی پولینڈ میں جرمنوں نے اپنی ریلوں اور سڑکوں کی کثرت سے فائدہ اٹھا کر تہارن کے قریب بہت سی فوج جمع کر لی ہے کراکو کی حفاظت اور دیگر مقامات کے چھوٹے چھوٹے روسی دستوں کے مقابلہ کا کام آسٹریا پر چھوڑ گئے۔ اسکی وجہ سے روسیوں کو اس مغربی پولینڈ میں اپنی فوجیں جمع کرنی پڑ گئی ہیں۔ روسیوں کو اس معرکہ میں فتحیاب ہونیکا یقین ہے۔ جرمنوں کا دعویٰ ہے کہ انکو دسٹولا اور رٹا کے محاذ پر معقول فتح ملی ہے۔

ترکی روسی محاربہ پٹروگراد ۱۹ نومبر روسیوں نے بتاریخ ۱۵ ماہ حال مقام داتانیہ کر کے فتح کر لیا۔ یہ قصبہ وادی فرات میں اہم منڈی اور آمد و رفت کا مشہور مرکز ہے ترکی کی فوجیں صوبہ باطوم سرحد پر جمع ہوگئی ہیں

لندن ۱۹ نومبر آسٹری سرکاری بیان ہے کہ آسٹریا اور جرمنی فوجوں نے روسیوں کے لشکر اعظم کو روسی پولینڈ میں جنگ کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔

آسٹریا ہنگری فوج تو ابھی اور بیس لاکھ لا سکتی ہے۔ مگر روپیہ ندارد ہے۔

ترکی و جاپان لنڈن ۱۸ نومبر روما کے تار مظہر ہیں کہ جاپانی سفیر مقیم قسطنطنیہ نے پروانہ راہداری مانگ لیا ہے اور کل ۱۹ نومبر وہاں سے روانہ ہوجائیگا۔

بحری معرکہ

ترکی ڈسٹرائر جہاز بندر سولینا کے متصل دکھائی دئے۔

لنڈن ۱۸ نومبر جرمن بیڑہ نے (بحیرہ بالٹک کے روسی بندر) لیباپو مسلسل گولہ باری کی جس سے کئی جگہ آگ لگ گئی۔ روسی بیڑہ نے بحیرہ اسود کے ترکی بندر طرابزون پر گولہ باری کرکے قلعہ کو نقصان پہنچایا۔

ایمڈن نے جزیرہ کوکوس پر جو دستہ اتارا وہ ہوائی تار گہر کے انجن اور ستونوں کو برباد کرنے میں کامیاب ہوگیا تھا سڈنی کے آنے پر پہلے تو ایمڈن نے اچھی گولہ باری کی مگر جلد خاموش ہوگیا۔ اسکے تین سو اہل عملہ میں سے صرف ۳۰ پڑے بچے

دیئے وہ اب لوہے کے خالی ڈہانچ کی شکل میں بریتہ پر پڑا ہے

واشنگٹن ۱۹ نومبر صوبجات متحدہ امریکہ کا کروزر ٹمنسی (ایشیائے کوچک کی ترکی بندر) اورلہ سے محکمہ بحری کی باضابطہ ملاقات کے لئے روانہ ہوا تو اسپر گولہ باری کی گئی یقین ہے کہ گولہ باری غلط فہمی سے ہوئی۔ امریکن اخبار نیویارک ہیرلڈ لکھتا ہے "صوبجات متحدہ امریکہ کے کروزر ٹمنسی نے اجنبیوں کی حفاظت کر سکنے کی غرض سے بندر سمرنا میں داخل ہونے کی اجازت چاہی اس سے انکار کیا گیا تو جہاز ٹمنسی کی ایک دخانی کشتی بندر کے قریب پہنچ گئی اس کشتی پر گولہ باری ہوئی تو وہ پیچھے ہٹ جانے پر مجبور ہوگئی۔ یہ کیفیت دیکھکر کروزر کے کمانڈر نے ترکی حکام کو اطلاع دی کہ جہاز اب جبراً بندرگاہ میں داخل ہوگا۔ اسپر حکام جہازی گولہ باری کے خوف سے شہر چھوڑ کر ہی چلے گئے۔

مغربی میدان کارزار

کلکتہ ۲۰ نومبر۔ لنڈنی تار مورخہ ۱۸ نومبر سرکاری نامہ نگار لکھتا ہے اگرچہ جرمنوں نے کچھ جگہ حاصل کر لی ہے مگر پیرس کو فتح نہیں کر سکے۔

پیرس ۱۹ نومبر فلانڈرز میں بالخصوص بحر شمالی سے لیس تک توپی مستعدی بڑھ گئی ہے۔ آئیس اور ایسنی کے مابین کوئی حملہ پیدل فوج کا نہیں ہوا۔ ٹرلیسی لیوال کے علاقہ کے معرکوں میں ہم غالب رہے۔ ارگون میں اپنے موقعہ پر قائم رہے۔

مسلسل گولہ باری دشمن نے ۱۸ نومبر کو میدان جنگ کے شمالی حصہ میں نہایت ہی شدید اور مسلسل گولہ باری کی۔ سینٹ مہیل کے علاقہ میں جرمنوں نے شادن کورٹ کے مغربی حصہ کو سرنگیں لگا کر اڑا دیا

متحدہ افواج کا حملہ لنڈن ۱۸ نومبر۔ ہمبزپہ دشمن نے پھر گولہ باری شروع کی۔ بحر شمالی سے دریا لیس تک معقول توپی مستعدی دکھائی گئی خاصکر بمقام نیو پورٹ اور پیرس کے مشرق اور جنوب میں ہماری رضاکار فوج نے بکس موٹ کے قریب سنگینی حملہ کرکے بکمال شجاعت ایک جنگل فتح کر لیا۔ کراؤن میں ہمارا توپخانہ غالب رہا۔ ہیمز سے ارگان تک کوئی نئی بات قابل ذکر نہیں

شدید حملہ جرمنوں نے کل ۱۷ نومبر کو برطانوی فوج کے تیسرے ڈویژن پر توپخانہ اور پیدل فوج سے شدید حملہ کیا حملہ کا دباؤ زیادہ تر دو پلٹنوں پر پڑا۔ غنیم نے متواتر گولہ باری کرکے ...ان پلٹنوں کو خندقیں چھوڑ دینے پر مجبور کیا مگر وہ جلد ہی نہایت شاندار طریقہ سے پھر سنبھل گئیں۔ جرمنوں نے ہمارے دوسرے ڈویژن پر بھی حملہ کیا مگر بہ نقصان کثیر پسپا کر دیا گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان۔ دارالامان۔ ۲۴۔ نومبر ۱۹۱۴ء

خلافت عثمانیہ اور الہلال کلکتہ

بعض دوستوں نے ہمیں اس مضمون کے خطوط لکھے ہیں۔ کہ گیارہ نومبر کے الہلال میں جو مضمون شئون اسلامیہ کے ہیڈنگ کے نیچے نکلا ہے۔ اس کی تردید کریں۔ کیونکہ اس میں سلطان ٹرکی کو خلیفۃ المسلمین کہا گیا ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس مضمون کی وجہ سے ہمارے سلسلہ کی طرف سے جو اعلان شائع کیا گیا ہے۔ اس کے اثر کو نقصان پہنچے۔

ہمارے دوست مطمئن رہیں۔ کہ اس الہلال کے مضمون میں کوئی ایسی بات نہیں۔ جس سے ہمارے سلسلہ کے اعلان کے اثر کو کوئی نقصان پہنچے یا پہنچنے کا خطرہ ہو سکے۔ کیونکہ الہلال کا روئے سخن ہماری طرف نہیں بلکہ اور لوگوں کی طرف ہے۔ سلسلہ احمدیہ کی طرف سے وہ اعلان جو امام حضرت صاحبزادہ اولوالعزم میرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ اس میں ہرگز اسبات پر زور نہیں دیا گیا۔ کہ چونکہ خلیفہ قریش میں سے ہو سکتا ہے۔ اس لئے سلطان ٹرکی خلیفہ نہیں۔ اور ایڈیٹر الہلال نے اپنا مضمون بعض ایسے ہی لوگوں کے خلاف لکھا ہے جو اس حدیث سے استدلال کر کے سلطان کی خلافت کا انکار کرتے ہیں۔ کہ الائمۃ من قریش اور ہم بھی اس بات پر صاحب الہلال سے متفق ہیں۔ کہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے جو لوگوں نے سمجھا ہے۔ بلکہ اصل بات یہی ہے۔ کہ یہ ارشاد صرف ایک خاص وقت کے لئے تھا۔ اور ایک پیشگوئی تھی۔ کہ جو دنیا میں متواتر قریشی خلفاء ہوں گے۔ ورنہ دوسری احادیث سے اس امر کی تردید ہو جاتی ہے۔ کہ خلفاء صرف قریش میں سے ہو سکتے ہیں۔

. . . . . .

. . . . . .

. . . . . .

. . . . . .

. . . . . .

. . . . . .

علاوہ ازیں ایڈیٹر الہلال نے اپنے دعویٰ کی تائید میں کوئی دلیل نہیں دی۔ بلکہ صرف اسقدر لکھا ہے۔ کہ یہ بات تو پچاس سال کی بحث کے بعد فیصل ہو چکی ہوئی ہے۔ کہ خلافت عثمانیہ حقیقی خلافت ہے۔ وہ بحث کہاں ہوئی۔ کن میں ہوئی۔ اور آیا وحی الٰہی سے اس کی تصدیق ہوئی۔ یا محض قیاس اور خیال پر فیصلہ کر دیا گیا۔ اس کی نسبت صاحب الہلال نے کچھ نہیں لکھا۔ پھر اسکا رد کیا ہو اور کسطرح ہو۔ اگر کوئی دلیل دی جاتی۔ تو شاید ہمیں اس کے رد کرنے کی ضرورت بھی پیش آتی۔ لیکن محض اسقدر کہہ بیٹھنے سے کیا بنتا ہے۔ کہ یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ اب ہم جواب دیں تو کس بات کا۔ اگر صاحب الہلال کے اس خیال کو درست بھی مان لیا جائے۔ کہ پچاس سالہ بحث کے بعد خلافت عثمانیہ کا مسئلہ بالکل حل ہو چکا ہے۔ تو بھی ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ اگر ان دلائل کی غلطی ثابت ہو جائے جنکی بنا پر خلافت عثمانیہ کا مسئلہ حل شدہ تصور کیا گیا ہے تو پھر پچاس سالہ بحث کے نتیجہ کو بہر حال غلط ہی ماننا پڑے گا۔ اور صرف یہ کہکر چھٹکارا نہ ہوگا۔ کہ یہ بات تو پچاس سال کی بحث کے بعد فیصل ہو چکی ہے۔ کیونکہ انسانوں کا فیصلہ خواہ ہزار سالہ بحث کے بعد ہی اس پر اتفاق کیا گیا ہو۔ ناقابل ترمیم نہیں ہے۔

مگر ہم مدیر الہلال کے اس بیان سے بھی متفق ہیں۔ کہ ان دنوں خلافت عثمانیہ کے مسئلہ پر بحث نہ کرنی بحث کرنے سے بہتر ہے۔ اور پبلک اور گورنمنٹ کے فوائد اسی بات کے مقتضی ہیں۔ کہ اس مسئلہ کو آج کل چھیڑا نہ جائے۔ کیونکہ ممکن ہے۔ کہ بعض اشتعال انگیز طبائع کو اس پر جوش آ جائے۔ اور وہ امن میں خلل اندازی کی طرف متوجہ ہو جائیں۔

غرضیکہ مدیر الہلال کے مضمون کا روئے سخن ہماری طرف نہیں ہے۔ اور اس لئے ہمیں ان کے جواب دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ احمدیہ جماعت کو وہ مشکل پیش ہی نہیں۔ جو غیر احمدیوں کو ہے کیونکہ ان کے ہاں خلافت عثمانیہ کا مسئلہ ایک پیچدار مسئلہ ہے۔ اور خلافت کا رد کر دینا یا اسکا قبول کرنا دونوں باتیں ان کے لئے ان ایام میں مشکلات کا باعث ہیں۔ لیکن ہمارے لئے کیا مشکل ہے ہم مسیح موعود کو قبول کر چکے ہیں۔ اسے خدا کا فرستادہ مانتے ہیں۔ اور ہمارا یقین ہے کہ مسیح موعود ان تمام پیشگوئیوں کا پورا کرنے والا ہے۔ جو مسیح کے دوبارہ نزول اور بعثت مہدی کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھیں۔ پس ہمارے نزدیک اگر ترکوں کے بادشاہ خلیفہ تھے بھی تو جس وقت مسیح موعود کو خدا تعالیٰ نے مامور کیا۔ اسیوقت سے انکی خلافت باطل ہو گئی۔ جب کوئی انسان مامور ہو کر آ جائے۔ تو پھر وہی خلیفہ ہوتا ہے نہ کہ کوئی اور۔ اس کی خلافت کے مقابلہ میں اور کسی انسان کی خلافت نہیں چل سکتی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود کے بعد خلیفہ وہی ہو سکتا ہے جو آپکے پیروان میں سے ہو۔ اور دوسرے مسیح موعود کی آمد کے ساتھ ہی خلافت کے طریق میں بھی فرق آ گیا۔ کیونکہ مسیح موعود صرف روحانی خلیفہ تھا۔ بادشاہ نہ تھا۔ پس اس کے خلفاء کا رنگ بھی وہی ہوگا۔ جو خود اس کا رنگ تھا۔ پس احمدی جماعت پر خلافت عثمانیہ کے ثبوت یا عدم ثبوت کے دلائل کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے تو خدا تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے۔ اسلئے ہمیں اس موقعہ پر خلافت کے متعلق بحث کرنیکی کوئی ضرورت نہیں۔ ہمارا راستہ کھلا ہے۔ چنانچہ خود حضرت مسیح موعود نے اپنے ایک اشتہار میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ "میں تو خدا کا مامور خلیفہ ہوں۔ اب میرے سامنے سلطان ٹرکی کی خلافت کہاں رہ سکتی ہے۔ اب تو اسکا فرض ہے کہ وہ میری اطاعت کرے۔ اور مجھ پر ایمان لائے۔" غیر احمدیوں کے متعلق بھی ہم اسقدر کہہ سکتے ہیں۔ کہ ان کے لئے سلطان کو خلیفہ ماننا ضروری نہیں اور اگر موقعہ پڑے تو ہم انشاء اللہ ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ سلاطین ترکیہ کی خلافت ہرگز ثابت نہیں۔

ہاں شائد کوئی صاحب کہیں کہ بعض احمدیوں کا بھی یہ مذہب ہے کہ سلطان خلیفۃ المسلمین ہے۔ تو ان کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ وہ مذہب جو حضرت مسیح موعود کے عقائد کے خلاف ہو۔ اس سے جماعت احمدیہ کو کوئی سروکار نہیں۔ بیشک خواجہ کمال الدین صاحب نے اپنے رسالہ مسلم انڈیا کے نمبر ۹ جلد اول میں خلافت عثمانیہ کی تائید میں ایک مضمون لکھا ہے۔ اور انگلستان کے لوگوں کو ڈرایا ہے۔ کہ اگر وہ خلیفۃ المسلمین کے خلاف کچھ لکھیں گے۔ تو اس سے ان کے اور سب دنیا کے مسلمانوں کے تعلقات میں کشمکش پیدا ہو جائیگی۔ اور نتیجہ اچھا نہیں نکلیگا۔ "یہ صرف ایک بیفائدہ کوشش ہے بلکہ اس سے انگریزوں اور مسلمانوں میں سخت دشمنی پیدا ہوتی ہے۔" اور آخر میں ان فقرات پر اپنے مضمون کو ختم کیا ہے۔ کہ "جیسا کہ مسٹر میک کلا خیال کرتا ہے۔ کربلا نہیں بلکہ مکہ اور مدینہ کا قبضہ سلطان کے خلیفہ ہونیکا باعث ہے اور وہ مسلم طور سے کل دنیا کے مسلمانوں (بجز بعض حضرت مسیح موعود اور آپکے تبع شامل نہیں۔ الفضل) کا خلیفہ ہے۔" ان فقرات کی نسبت ہم اسیقدر کہنا کافی خیال کرتے ہیں۔ کہ یہ خواجہ کمال الدین صاحب کے ذاتی خیالات ہیں اور جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کے خیالات نہیں۔ اسلئے احمدی جماعت کو ان خیالات سے کوئی سروکار نہیں۔ خصوصاً مبائعین کی جماعت کو۔ باقی رہی جماعت غیر مبائعین جسکا مرکز لاہور ہے۔ اور جنکی طرف سے خواجہ صاحب بیعت لینے کیلئے مقرر ہیں۔ ان کے خیالات سے ہم پوری طرح آگاہ نہیں۔ ہاں ہمارا یہ خیال ہے۔ وہ خواجہ صاحب کے ان خیالات سے متفق نہیں۔ کیونکہ ان کی تحریر سے خواجہ صاحب کے اس خیال کی تائید نہیں ہوتی۔ اور ہمیں امید ہے۔ کہ

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ

الاسلام

الله۔ صفات الٰہیہ

الفضل کے کسی گذشتہ نمبر میں ہم نے بتایا ہے۔ کہ کسطرح عربی زبان تمام زبانوں سے اعلیٰ ہے۔ اور کسطرح ان میں حضرت حق سبحانہ کا اسم ذات بالکل مفقود ہے۔ اور یہی بڑی وجہ ہوئی۔ کہ ادیان باطلہ نے اللہ تعالےٰ کے صفات میں سخت فاش غلطیوں کا ارتکاب کیا ہے۔ کیونکہ ان میں موصوف کا اسم ذات مفقود ہے تو وہ اسکے صفات میں کہاں تک صواب اور صحت کو پہنچ سکیں۔ پھر ہم نے بتایا تھا۔ کہ صرف اسلام نے اللہ تعالیٰ کی صفات حمیدہ کا مفصل ذکر فرمایا ہے۔ اور اسقدر تفصیل اور بسط سے کام لیا ہے کہ اس موصوف کو بالکل سامنے کر دیا ہے۔ کیونکہ نہ ہو قرآن شریف خود اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ اور اسکا حق تھا۔ کہ وہ اپنے بھیجنے والے کا صحیح نقشہ اور خاکہ اور اوصاف کاملہ اور اسماء حسنیٰ کو بیان فرمائے۔ جیسا کہ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے ہیں۔ انت کما اثنیت علی نفسک۔ اللہ تو ہی خود اپنی توصیف اور ثناء اور حمد کر سکتا ہے کسی عاجز اور ضعیف انسان کی کیا قدر ہے۔ کہ وہ اسکے ذرہ بھر بھی اوصاف بیان کر سکے۔

ہم ذیل میں بطور نمونہ کے اللہ تعالےٰ کے چند صفات خود اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ اوصاف میں سے بیان کرتے ہیں۔ اور ہم انشاء اللہ ثابت کریں گے۔ کہ کسطرح اللہ تعالیٰ نے اپنے ہونے کا ثبوت کامل دنیا کے سامنے مشاہدہ کرا دیا ہے۔ مگر فائدہ وہی اٹھا سکتا ہے۔ جو کہ صاحب دل ہو اور کان شنوا رکھتا ہو اور نظر بینا سے کام لیتا ہو۔ ان فی ذالک لذکریٰ لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شہید۔

سورہ فاتحہ قرآن شریف کا ایک عظیم الشان متن ہے۔ اور تمام قرآن شریف اسی سورۃ کی ایک تفسیر ہے۔ اس سورۃ شریف میں [illegible] الصفات بیان فرمائے ہیں۔ اور ان کی تفسیر [illegible] مقامات میں پائی جاتی ہے۔ اس سورۃ [illegible] نے اپنی چار صفتوں کو لیا ہے۔ اور ان چار [illegible] ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اصحاب ذوق [illegible]۔ چنانچہ اس سورۃ شریف کی ابتداء یوں ہوئی ہے۔ الحمد للہ رب العلمین۔ الرحمٰن الرحیم۔ مالک یوم الدین۔ تمام اور ہر قسم کے محامد اللہ تعالےٰ کے لئے ہیں۔ جو کہ رب العالمین ہے اور ہر ایک شے کو اس کی ادنےٰ حالت سے تدریجاً اعلیٰ حالت تک پہنچاتا ہے۔ اقرء باسم ربک الذی خلق۔ خلق الانسان من علق۔ اقرء وربک الاکرم۔ الذی علم بالقلم۔ علم الانسان ما لم یعلم۔ ان آیات کریمہ میں رب کی تشریح بیان کی گئی ہے۔ کہ رب وہ ہے جو پیدا کرتا ہے۔ اور انسان کو اس کی ادنےٰ حالت علق سے اعلیٰ حالت علم تک پہنچا دیتا ہے۔

سبح اسم ربک الاعلی الذی خلق فسوی والذی قدر فھدی۔ اپنے رب کے نام کی تنزیہ بیان کر جو سب سے اور سب سے اعلیٰ اور برتر ہے۔ وہی پیدا کرتا ہے اور وہی کمال تک پہنچاتا ہے۔ وہی اندازے مقرر کرتا ہے اور وہی ان کے موافق کام کرنے کی ہدایت بخشتا ہے۔ ربنا الذی اعطی کل شیء خلقہ ثم ھدی۔ ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر شے کو اس کی پیدائش عطا کی۔ اور اسے بناوٹ دی۔ پھر اس کے موافق کام کرنا سکھا دیا۔

موالید ثلاثہ بآواز بلند پکار پکار کر کہتے ہیں۔ کہ وہ کسی دوسرے کے سہارے سے تربیت پاتے ہیں۔ یہ جمادات جو تمہیں بالکل حالت جمود اور خمود میں نظر آتے ہیں۔ یہ گمان مت کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ کی تربیت کے نیچے نہیں ہیں۔ اگر تم مٹی کے انواع و اقسام پر غور کرو گے تو تم حیرت کے سمندر میں غرق ہو جاؤ گے۔ کہ کسطرح مٹی مختلف اشکال اختیار کرتی رہتی ہے۔ اور کسطرح احجار ادنیٰ سے لیکر اعلیٰ تک دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ اور ان کے خواص بیان کرنے کے لئے دنیا کے فلاسفر بھی اکٹھے ہو جاویں تو ہرگز ان کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ نباتات میں تو ربوبیت الٰہی بہت نمایاں طور پر نظر آ رہی ہے۔ مثلاً تم بڑ کے بیج پر غور کرو۔ کہ وہ کسقدر چھوٹا ہوتا ہے۔ اور پھر جب تربیت الٰہی کے نیچے آتا ہے۔ تو وہ کسقدر عظیم الشان درخت بن جاتا ہے۔ کہ ہزاروں انسان اس کے تلے آرام کر سکتے ہیں۔ عالم نباتات کے عجائبات و غرائب انسانی علم سے بالکل باہر ہیں۔ اسیطرح عالم حیوانات پر غور کرنیوالے خوب جانتے ہیں۔ کہ وہ کسطرح عناصر اربعہ کے امتزاج اور امتشاج سے مختلف احوال طے کر کے عالم نباتات کا شکار بنتا ہے اور بالآخر عالم حیوانات پر قربان کیا جاتا ہے کیونکہ عالم حیوانات یا تو عناصر اربعہ سے اپنی خورد و نوش کے سامان بہم پہنچاتا ہے یا نباتات پر اپنا گذارہ صاف کرتا ہے۔ پھر وہ عالم حیوانات میں اسکی کئی چیزیں بنتی ہیں۔ خون بنتا ہے۔ گوشت پوست تیار ہوتا ہے اور اسمیں خلاصہ در خلاصہ ہو کر منی طیار ہوتی ہے جس کے کیڑے سے حیوان پیدا ہوتا ہے۔ اور عالم حیوانات کا سردار انسان ہے۔ کسطرح اللہ تعالیٰ نے جمادات کا خلاصہ اور عطر نباتات میں داخل کیا۔ اور عالم نباتات کا خلاصہ عالم حیوانات میں جاگزین ہوا اور بالآخر عالم حیوانات کے بادشاہ انسان نے۔ اس رب العالمین کے کیا کیا ہم انسانوں پر احسانات ہیں کہ اگر ہمارے تمام بال صاحب زبان ہو جائیں۔ اور اپنے متعلق ربوبیت الٰہی کے ہی گیت گاتے رہیں جو اللہ تعالیٰ نے اُن بالوں پر کی ہے۔ تو بالکل اس سے عہدہ برا نہیں ہو سکیں گے بھلا ہماری کیا طاقت تھی۔ کہ ہم بھوسہ اور گھاس اور بنولوں میں سے دودھ الگ کر سکیں۔ یہ اس رب العالمین کی ہی مہربانی کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔ کہ اس نے عالم حیوانات کو ہمارے لئے کل اور مشینیں بنا دیا ہے۔ وہ ہمیں دودھ مہیا کر دیتی ہیں۔ وہ دودھ پیدا کرنے کیلئے موالید ثلاثہ بھی سب اس کام پر لگا دیئے ہیں۔ کہ انسان کو تکلیف نہ ہو۔ اور اس کی تربیت میں کوئی نقص عائد نہ ہو۔ ایسا ہی عالم جمادات اور عالم نباتات کو اسنے ہمیں لگا دیا ہے۔ کہ وہ ہمارے لئے انواع و اقسام کے میوہ جات اور پھل اور پھول مہیا کریں۔ تاکہ ہمارے قوی ذائقہ اور شامہ خوب تربیت پاویں۔ یہ کھٹا اور میٹھا۔ یہ انگور اور انار۔ یہ سیب اور ناشپاتی۔ یہ آم اور کھجور غرضکہ ہر ذائقہ کے اشجار دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ اور پھر شہد نکالنے پر عالم نباتات اور عالم حیوانات کو مسخر کر دیا ہے۔ کہ مکھیاں اشجار کے ازہار سے مٹھاس جمع کرتی ہیں۔ اور وہ انسان کے لئے کئی منافع کے کام دیتا ہے۔ واوحیٰ ربک الی النحل یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے رب کا لفظ استعمال فرمایا۔ کیونکہ شہد سے بھی انسان کی تربیت مد نظر ہوتی ہے۔

خود انسان کی تربیت اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے سپرد کی۔ اور عقد نکاح کے وقت میاں بیوی کو اسکی ہدایت کی جو اس عقد نکاح کا نتیجہ ہو گا ان کی تم نے تربیت کرنی ہے اور اسکو ضائع نہیں کرنا ہو گا۔ یاایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء۔ لے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک نفس سے پیدا کیا۔ اور اسی کی جنس میں سے اس کی بیوی بنائی اور پھر ان کے ذریعہ سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کر دیں۔ وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا۔ یہاں فرمایا کہ اپنے رب کی عبادت کرو کیونکہ تیرا وجود اسکی بخشش ہے اور پھر اسی کا رب کے سہارے اس کی تربیت ہوئی۔ اور پھر اسکے بعد والدین کا حق ہے ... ربوبیت دکھائی ہے ... [illegible] رب العالمین کی صفت تمام دنیا کی تمام اشیاء پر حکومت کر رہی ہے۔ اسکے سہارے کے بغیر کسی چیز کو بقا نہیں مل سکتی ہم نے تمام موالید اور عوالم میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت دکھائی ہے [illegible] بھی ثابت ہے کہ اللہ رب العالمین ہے۔ یہ ثابت واقعہ ہے۔ اسکا انکار سوائے مجنون کے کون کر سکتا ہے جبکہ رب العالمین کی صفت مشہود و محسوس ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو نہ مانا جائے۔ صفات سے موصوف کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ غرضکہ رب العالمین کی صفت ایسا احاطہ ہے کہ اس سے کوئی چیز باہر نہیں رہتی۔

الا انھم فی مریۃ من لقاء ربھم الا انہ بکل شیء محیط۔ خبردار وہ اپنے رب کے لقاء سے شک کرتے ہیں۔ خبردار وہ تو ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔

قصص باطلہ

نمبر ۵

(۱۱) یہ قصہ بھی محض باطل ہے کہ ایک دفعہ جبریل ؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے جنت سے کھانا لائے جس سے آپکی قوت باہ میں بہت ترقی ہوئی۔ اس قسم کے جھوٹے قصوں نے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ اصل حقیقت اسکی یہ ہے کہ جبریل نامی کسی طبیب نے محمد نامی ایک شخص کیلئے اس قسم کا کوئی نسخہ تجویز کیا تھا۔ جو اب تک طب یونانی کی قرابادینوں میں نقل ہوتا چلا آتا ہے۔ لفظی مماثلت کی وجہ سے بعض جھوٹوں نے یہ بنا کر کہانی کہ جبریل سے جبریل فرشتہ اور محمد سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سمجھ لئے۔ ورنہ کسی حدیث سے یہ قصہ ثابت نہیں ہوتا۔

(۱۲) یہ روایت بھی بالکل بے بنیاد ہے کہ معراج کی شب کو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یروشلم سے آسمان کی طرف تشریف لے گئے تو بیت المقدس کا پتھر آپکے ساتھ اوپر چلا گیا۔ یہ سب جھوٹی کہانیاں ہیں جو افسانہ نویسوں نے کتابوں میں لکھ دی ہیں۔ ورنہ انکی اصلیت کچھ بھی نہیں ہے اول تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج اس جسم عنصری کے ساتھ نہیں ہوا تھا۔ بلکہ جیسا کہ مفسرین نے آیت وما جعلنا الرؤیا التی ارینٰک الا فتنۃ للناس کی تفسیر میں لکھا ہے۔ اور جیسا کہ حضرت عائشہؓ کی روایت سے ثابت ہے وہ ایک رویا تھی۔ اور پھر ذکر معراج والی حدیث میں صاف مذکور ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم حضرت عیسے حضرت یحیی وغیرہ علیہم السلام سے ملے۔ اگر یہ رؤیا نہیں تھی۔ تو ملاقات کس طرح ہوئی کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وفات یافتہ لوگوں کے مقام میں داخل ہو کر ان سے ملے تھے۔ یا کہ وہ انبیاء جو قیل ادخل الجنۃ کے رو سے جنات خلد میں جاگزین تھے۔ خلاف وعدہ الہی باہر نکل آئے تھے۔ اور جب خود قرآن کریم کے رو سے بشر رسول آسمان پر نہیں جا سکتا تو یہ خیال کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بجسد عنصری آسمان پر چلے گئے۔ پھر حدیثوں میں پتھر کا کوئی ذکر نہیں۔ محض خانہ زاد کہانی ہے۔ اس پتھر کی نسبت بہت کہانیاں مشہور ہیں کہ اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کا نشان لگ گیا تھا۔ اور کہ یہ پتھر اللہ تعالے کا زمینی عرش ہے اور کہ یہ پتھر زمین اور آسمان کے درمیان بغیر کسی چیز کے سہارے کے لٹکا رہتا تھا۔ اور اسپر سب قضا و قدر آئندہ امور کے متعلق لکھی ہوئی تھی جسے مخفی رکھنے کی غرض سے اسکے اردگرد دیوار چنوا دی گئی۔ تاکہ عوام الناس اس سے پڑھ کر اطلاع نہ پا سکیں۔ غرض اسقدر جھوٹے قصے بنا رکھے ہیں کہ کچھ ٹھیک نہیں۔

اس پتھر کی اصلیت صرف اسقدر ہے کہ وہاں کے پہاڑ کا ایک حصہ اوپر سے آگے کو بڑھا ہوا تھا۔ جس کے اوپر بھی آبادی تھی اور نیچے بھی باقی افسانہ نویسوں کی رنگ آمیزیاں ہیں۔ اس سے زیادہ اسکی کچھ حقیقت و اصلیت نہیں ہے۔ اگر وہاں کوئی ایسا پتھر ہوتا تو یہودی اسے اپنا معبد کیوں نہ بنا لیتے کیونکہ فتح بیت المقدس سے پہلے یہی لوگ یہاں رہتے تھے۔

(۱۳) اور یہ کہانی بھی سراسر جھوٹی ہے کہ ابوبکر رضؓ نے ایک مردہ زندہ کیا تھا۔ قرآن کریم شروع سے اخیر تک ایسے قصوں کی بڑے زور سے تردید کرتا ہے۔

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمودہ پانچ اصول

(حضور کے اپنے الفاظ مقدسہ میں)

"میرے بڑے اصول پانچ ہیں۔

اول۔ یہ کہ خدا تعالے کو واحد لاشریک اور ہر ایک منقصت موت اور بیماری اور لاچاری اور درد اور دکھ اور دوسری نالائق صفات سے پاک سمجھنا۔

دوسرے۔ یہ کہ خدا تعالے کے سلسلہ نبوت کا خاتم اور آخری شریعت لانے والا اور نجات کی حقیقی راہ بتلانے والا حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین کرنا

تیسرے۔ یہ کہ دین اسلام کی دعوت محض دلائل عقلیہ اور آسمانی نشانوں سے کرنا اور خیالات غازیانہ اور جہاد اور جنگجوئی کو اس زمانہ کے لئے قطعی طور پر حرام اور ممتنع سمجھنا اور ایسے خیالات کی پابندی کو صریح غلطی پر قرار دینا۔

چوتھے۔ یہ کہ اس گورنمنٹ محسنہ کی نسبت جسکے ہم زیر سایہ ہیں یعنی گورنمنٹ انگلشیہ کوئی مفسدانہ خیالات دل میں نہ لانا اور خلوص دل سے اسکی اطاعت میں مشغول رہنا۔

پانچویں۔ یہ کہ بنی نوع سے ہمدردی کرنا اور حتی الوسع ہر ایک شخص کی دنیا اور آخرت کی بہبودی کیلئے کوشش کرتے رہنا اور امن اور صلحکاری کا مؤید ہونا اور نیک اخلاق کو دنیا میں پھیلانا۔"

ہمارے مولا الہی کیجیو

اے ہمارے مولا دنیا میں خون کی ندیاں چل رہی ہیں۔ انسان ہی انسان سے وہ سلوک کر رہے ہیں جو جنگلی درندے انکو کہا سے کرتے تھے۔ اسوقت ویرانوں کے رہنے والے حیوان ہوا میں اڑنے والے پرند۔ پانی میں تیرنے والی مچھلیاں اور غاروں میں رہنے والے وحشی جانوروں میں اتفاق نظر آتا ہے اور باوجود اسکے کہ انکی زندگی کا بہت بڑا انحصار ایک دوسرے کی موت سے وابستہ ہے لیکن وہ بھی آجکل ایک دوسرے کو ہلاک کرنے اور جان لینے میں شرماتے نظر آتے ہیں۔ لیکن انسان جسکو اشرف المخلوقات ہونیکا دعوی ہے۔ وہ ایسے ایسے سین دنیا کے سامنے پیش کر رہا ہے کہ کلیجہ منہ کو آتا ہے اور بے اختیار منہ سے نکلتا ہے کہ خدا ایسے انسان کو دنیا میں پیدا ہی نہ کرتا جو موجودہ قتل و غارت تباہی اور بربادی کا موجب ہوا ہے اے ہمارے مولی ہم یہاں ہندوستان میں بیٹھے ان مصائب و آلام کا نقشہ پورے طور پر نہیں کھینچ سکتے جو سرزمین یورپ میں ہزاروں نہیں بلکہ کروڑوں انسانوں پر نازل ہو رہے ہیں لیکن دنیا کے حالات معلوم کرنیکا جو ذریعہ یعنی اخبارات وہ ہمیں بتاتے ہیں کہ بلجیم میں عورت۔ بچے۔ بوڑھے اور جوان ہر ایک کی شکل پر ماتم کے اثرات نظر آتے ہیں اور کبھی کسی کے چہرہ پر بھولے سے بھی تبسم یا خوشی کا اظہار نہیں ہوتا۔ ملک میں ہر جگہ ملبہ کے ڈھیر اور سیاہ فام کھنڈرات کے منظر دکھائی دے رہے ہیں اور لوگ بھوکوں مر رہے ہیں۔ مردوں کی لاشوں کی بو ان لوگوں کو جو ابھی زندہ ہیں۔ زندہ درگور بنا رہی ہے اور لاشوں کی وجہ سے مکھیوں کی افزائش اسقدر تکلیف کا موجب ہو رہی ہے کہ بیان سے باہر ہے۔

ہمارے مولا آپ بڑے غفور اور رحیم ہیں گنہگاروں کے گناہ معاف کرنے والے۔ دکھوں اور مصیبتوں کو دور کرنیوالے آپ ہی ہیں چونکہ دنیا نے اپنی تباہی کے سامان مہیا کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی اسلئے عالم محسوسات کے بسنے والے قدرت کے پس پردہ اسرار سے ناواقف ہونیکی وجہ سے یہ قیاس کر رہے ہیں کہ دنیا تباہ ہو کر ہی رہیگی۔ لیکن اے ہمارے ہم سے زیادہ مہربان اور شفقت کرنیوالے مولا تیرے قبضہ قدرت میں سب کچھ ہے تو اگر دنیا کو تباہی اور بربادی کے نظارے دکھا سکتا ہے تو پھر امن و امان قائم کرنے کی بھی طاقت ہے اسلئے ہم اپنے گناہوں سے شرمندہ اور نادم ہوتے ہوئے آپ ہی کی چوکھٹ پر گرتے ہیں۔ اور ہمیں کامل یقین ہے کہ جو کچھ ملتا ہے وہ اسی جگہ سے ملتا ہے اور جسکو یہاں سے

[illegible]

علمائے دین کا فرض

جسطرح کہ ایک غریب اور مفلس مگر صاحب دل انسان اس بخیل اور کنجوس سے کئی درجہ اچھا ہے۔ جو اپنی دولت و ثروت کو ہاتھ لگانے کا روادار نہیں ہوتا۔ اور جسطرح ایک غریب مگر خدا ترس اور رحم کا مادہ رکھنے والا انسان اس متکبر اور مغرور انسان سے بہتر ہے۔ جس کی بُرائز انانیت چال سے کئی ایک انسانوں کے دل دکھکر زخمی ہوجاتے ہیں۔ اور جسطرح ایک مسکین مگر بے ضرر انسان اس شان و شوکت رکھنے والے آدمی سے افضل ہے جو غریبوں اور کمزوروں کے لئے تکلیف کا موجب بنتا ہے۔ اور جسطرح کمزور مگر اپنی طاقت اور حیثیت کے مطابق مخلوق خدا کو فائدہ پہنچانے والا انسان اس تنومند اور ڈیل ڈول رکھنے والے نوجوان سے ہزار درجہ زیادہ قابل تعریف و توصیف ہے جو دوسروں کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا ہے۔ اسی طرح ایک جاہل انسان اس عالم سے بہتر ہے۔ جسکا علم اس کے سینے میں ہی محصور ہے یا ایک تھوڑا علم رکھنے والا شخص اس عالم متبحر سے افضل ہے جسکا علم اسکے دل و دماغ میں ہی مقید رہتا ہو۔ کیونکہ بے علم انسان تو ایک مفلس اور نادار کی ایسی حالت میں ہوتا ہے۔ جسکے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ کہ خرچ کرے۔ اس لئے بیچارہ معذور ہوتا ہے لیکن ایک عالم جو علم جیسی بے بہا دولت کا مالک ہو کہ جسکو نہ کوئی چور چرا سکتا ہے۔ نہ کوئی ڈاکو لوٹ سکتا ہے۔ نہ کوئی فریبی اور دغاباز اپنے ہتھکنڈوں سے لے سکتا ہے۔ اور نہ وہ خرچ کرنے اور لوگوں تک پہنچانے کی وجہ سے کم ہو سکتی ہے۔ اس کے خرچ کرنے میں بخل اور تنگدلی کو کام میں لائے یا اپنی سستی کی وجہ سے اس کا استعمال کرنا ترک کر دے۔ تو یہ اسکا عمل نہ انسانوں کی نظروں میں پسندیدہ ہے اور نہ ہی وہ علیم ہستی جس نے اسکو یہ خزانہ دیا تھا۔ اسکی اس بات پر خوش ہو سکتی ہے کیونکہ اس کو ایک انعام دیا گیا تھا۔ جس کی اس نے قدر نہ کی۔ اس کو ایک دولت خرچ کرنے کے لئے دیگئی تھی۔ جس کو اس نے بند رکھا۔ اس کے سر پر دستار فضیلت باندھی گئی تھی۔ جس کو اس نے اتار دیا۔ اس لئے وہ خدا تعالیٰ کے حضور کفران نعمت کرنیوالا ٹھہرا۔ ایسے ہی عالم کے علم کی نسبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اعوذ باللہ من علم لا ینفع یعنی میں ایسے علم سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ جو مخلوق خدا کے لئے نافع نہ ہو واقعہ میں وہ علم جس سے کسی کو فائدہ نہیں پہنچایا جاتا۔ نہ ہونے سے بدتر ہے۔ کیونکہ طاقت رکھتے ہوئے ڈوبتے کو نہ بچانیوالا خوراک رکھتے ہوئے بھوکے کو نہ دینے والا۔ بہ نسبت ایک بے طاقت اور قلاش کے زیادہ مجرم اور قابل سرزنش ہے۔ اس لئے ہر ایک اس انسان کو جسے خدا تعالےٰ نے زیور علم سے آراستہ کیا ہے چاہیئے کہ دوسروں کو اس سے مستفیض کرنے میں ہرگز کوتاہی نہ کرے اسطرح ایک تو وہ خدا تعالیٰ کے انعام کی قدر اور منزلت کرنے کی وجہ سے اللہ تعالےٰ کے حضور اجر کا مستحق ہوگا۔ دوسرے اس کا علم بھی ترقی کرے گا۔ دنیا میں صرف ایک ہی ایسی چیز ہے۔ جو خرچ اور استعمال کرنے سے بڑھتی اور نشو و نما پاتی رہتی ہے۔ اور وہ علم ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی ایسی چیز نہیں ہے دولت کے بھرے ہوئے خزانے خرچ کرنے سے خالی ہوجاتے ہیں۔ غلہ اور اجناس کے انبار خرچ کی وجہ سے ختم ہوجاتے ہیں کپڑوں کے تھان پہننے کی وجہ سے پھٹ جاتے ہیں۔ لیکن علم ان تمام حادثوں سے مامون اور مصئون ہی نہیں رہتا بلکہ بڑھتا اور ترقی پذیر ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے اس کے خرچ کرنے یعنی دوسروں کو اس کے ذریعہ فائدہ پہنچانے کے لئے کوئی وجہ مانع نہیں ہوسکتی۔

اسلام نے اس عالم کی حیثیت جو کہ اپنے علم سے کام لے اور دوسروں کا معلم بنے بہت اعلیٰ رکھی ہے۔ اور واقعہ میں اعلیٰ ہونی بھی چاہیئے۔ کیونکہ تعلیم کرنے والا عالم لوگوں کے دلوں پر حکم کرتا ہے۔ اور اس کے سپرد دل کی اصلاح اور درستی کا کام ہوتا ہے۔ جو کہ انسانی جسم کے سب عضووں اور حصوں سے افضل اور اعلیٰ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دلوں پر قبضہ کرنے والا ہمیشہ جسم پر قبضہ کرنے والوں سے آرام اور اطمینان میں رہتا ہے۔ تلوار جسم کو زیر کر سکتی ہے۔ اور زبان سے اپنا لوہا منوا سکتی ہے لیکن دل کو رام کرنا اس کے قبضہ قدرت میں نہیں ہوتا۔ جبر و تشدد زبان سے تعریف و تحسین کے کلمات نکلوا سکتے ہیں۔ لیکن دل میں جو آگ سلگ رہی ہو۔ اسکا دور کرنا ان کی دسترس سے باہر ہوتا ہے۔ ظلم اور سختی انسان کے جسم کو فروتنی اور عاجزی کا سبق پڑھا سکتی ہے۔ لیکن دل اس کے بھی پنجہ ستم کی رسائی سے بالاتر ہوتا ہے۔ اس لئے کوئی طاقت۔ کوئی رعب۔ کوئی دبدبہ کوئی ظلم۔ کوئی جبر۔ اور کوئی سختی دل کے قابو کرنے کی اہلیت نہیں رکھتی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صاحبان سیف و سنان کو دلوں پر حکومت کرنے کے ناقابل فرمایا ہے۔ غرضکہ قلوب کی حکمرانی نہایت مشکل اور کٹھن مگر نہایت ہی مفید اور نفع رساں ہوتی ہے۔ اور یہ حکومت علماء ہی کو ملتی ہے۔ اس لئے دلوں پر حکومت کرنے والا اگر اپنے پاک اور مطہر علوم سے دلوں کی اصلاح میں مشغول رہے۔ تو وہ انسان کو کامل انسان بنا دیتا ہے اور اس کے کندہ نقش و نگار ایسے مضبوط اور پائدار ہوتے ہیں۔ کہ جو کبھی مٹ نہیں سکتے۔ پس سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہر ایک عالم کو اپنی قدر و منزلت کو نگاہ میں رکھتے ہوئے اور اپنی اعلیٰ ذمہ داریوں کا خیال کرتے ہوئے اپنے فرائض کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے ہم بڑی خوشی اور مسرت قلب سے اس بات کا اظہار کر سکتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل اور کرم سے ہم میں ایسے ایسے عالم باعمل موجود ہیں۔ جو صحیح معنوں میں العلماء ورثۃ الانبیاء کے مصداق ہیں۔ اور علم کے سکھانے کے لئے نہ دن دیکھتے ہیں۔ اور نہ رات۔ بلکہ ہر وقت مشغول رہتے ہیں۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ جہاں کہیں بھی اور جس قریہ اور گاؤں میں بھی ہمارا کوئی عالم رہتا ہے۔ وہاں وہ لوگوں کو ترغیب اور تحریص دلا کر پڑھنے اور علم دین سیکھنے پر آمادہ کرے۔ اور شوق رکھنے والوں کو سکھائے۔ تاکہ ان کی آنکھوں سے لاعلمی اور غفلت کی پٹی جو انہیں مسیح موعود علیہ السلام کی منور کرنوں کو نہیں دیکھنے دیتی۔ دور ہو جائے۔ اور وہ اس برگزیدہ خدا کو مان کر اپنی عاقبت سنوار لیں۔ اور راہ دکھانے اور لاعلمی کے حجاب کو دور کرنیوالوں کے لئے اجر اور ثواب کا موجب بنیں۔ احمدی علماء خدا تعالیٰ کے فضل اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے اسقدر قابل ہیں۔ کہ وہ اپنے پاک اور مطہر علم سے دوسروں کے دلوں میں گھر کر سکتے ہیں۔ اس لئے انہیں اس طرف ضرور توجہ کرنی چاہیئے۔

درخواست دعا

ڈاکٹر محمد الدین صاحب جو کہ فرانس میں گئے ہیں۔ پورٹ سعید سے اپنی عافیت کے لئے اور ماسٹر محمد علیخاں صاحب اشرف اپنے لڑکے کی نیک بختی اور عمر درازی کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔ احباب اپنی دعاؤں میں ان کو یاد رکھیں۔

جنازہ غائب

منشی علی محمد خاں صاحب معلم پٹواریاں از ریاست پنا اپنی بیوی کے جنازہ کے لئے اور منشی تاج الدین صاحب گورنمنٹ پنشنر لاہور اپنے لڑکے کی بیوی کے جنازہ کیلئے درخواست کرتے ہیں۔ احباب جنازہ غائب پڑھ دیں۔

بٹالوی کا رجوع

۱۱ ۔ نومبر ۱۹۱۶ء کے پرچہ الفضل میں مولوی محمد حسین کا بیان جو اُس نے گوجرانوالہ میں منصف درجہ اول کی کچہری میں لکھایا تھا ۔ درج کر کے اور نیز حضرت اقدس ؑ کی پیشگوئی جو اس کے رجوع کے متعلق تھی ۔ درج کر کے ثابت کیا گیا تھا ۔ کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی ہے ۔ اس پر محمد حسین کی طرف سے اُس کے روحانی فرزندوں نے یہ اعتراض کیا تھا ۔ کہ خود محمد حسین کا فتویٰ تکفیر ثابت نہیں ۔ کیونکہ تکفیر کا فتویٰ اگرچہ محمد حسین نے ہی تیار کروایا تھا ۔ لیکن خود اس پر اپنے دستخط بحیثیت مجیب نہیں ہیں ۔ پس اس کی تکفیر بھی ثابت نہیں ۔ سو اگرچہ یہ جواب عذر گناہ بد تر از گناہ کا مصداق تھا ۔ کیونکہ اگر محمد حسین ۔۔۔ نہیں تھا ۔ تو اس نے اسقدر محنت اٹھا کر یہ فتویٰ کیوں حاصل کیا تھا ۔ اور پھر اگر بالفرض خود مکفر نہیں تھا ۔ تو حضرت اقدس ؑ نے جب بار بار اس کی نسبت اپنی کتابوں اور اشتہاروں میں تحریر فرمایا ۔ کہ یہ شخص میرا مکفر ہے ۔ تو اُسے چاہیئے تھا ۔ کہ کم از کم بطور اعتراض ہی اسوقت یہ سوال اٹھاتا ۔ کہ میں نے تو تمہاری کوئی تکفیر کی نہیں تم کس بنا پر سمجھتے ہو ۔ کہ اس نے ہماری تکفیر کی ہے اور اگر اس موقعہ پر یہ سوال نہیں کیا تھا ۔ تو کم از کم اس وقت ہی یہ اعتراض پیش کرتا جبکہ حضرت اقدس نے پیشگوئی شائع فرمائی ۔ کہ محمد حسین تکفیر سے رجوع کرے گا ۔ کم از کم اس وقت تو شور و غوغا کرنا چاہیئے تھا ۔ کہ یہ پیشگوئی سرے سے غلط ہے ۔ کیونکہ میں تمہارا مکفر نہیں ہوں ۔ اور جب میں سرے سے مکفر ہی نہیں تو پھر رجوع عن التکفیر کے کیا معنی ۔ غرض ان تمام امور سے صاف صاف طور پر پیشگوئی کی صداقت ثابت ہو رہی ہے ۔ لیکن چونکہ ان مولویوں کی غرض احقاق حق نہیں ۔ بلکہ عوام الناس کو مغالطہ دینا ان کا اصل مقصود ہے اس لئے ان کے اس عذر کے ابطال کے لئے ذیل میں محمد حسین کا صریح فتویٰ تکفیر درج کیا جاتا ہے ۔ مگر شائد یہ مولوی اب یہ اعتراض کریں گے ۔ کہ یہ تکفیر تو بعد کی ہے ۔ اس وقت کی تکفیر نہیں ہے ۔ مگر اسطرح سے وہ اپنی زبان سے تسلیم کریں گے ۔ کہ یہ ایک پیشگوئی نہیں تھی ۔ بلکہ دو پیشگوئیاں تھیں ۔ جو بڑی صفائی سے پوری ہوئیں ۔ اوّل یہ کہ محمد حسین تکفیر کریگا چنانچہ اس نے تکفیر کی ۔ دوم یہ کہ تکفیر سے رجوع کرے گا ۔

جس کا ثبوت گذر چکا ہے ۔ کفر کا فتویٰ ذیل میں درج ہے ملاحظہ ہو ۔ وہو ھذا ۔

” جو شخص مرزا کے عقائد معلوم کر کے اس کو کافر خارج از اسلام نہ مانے ۔ وہ بھی اس کا پیرو ہے “ ۔ ابو سعید محمد حسین ۔ (دیکھو فتویٰ شریعت غراء ۔ اشاعت منجانب شیخ نبی بخش و محمد جان سوزیر آباد) ٭

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام نصیحتوں کا خلاصہ حضور کے اپنے الفاظ مقدسہ میں

ہماری تمام نصیحتوں کا خلاصہ تین امر ہیں

اوّل ۔ یہ کہ خدا تعالیٰ کے حقوق کو یاد کر کے اس کی عبادت اور اطاعت میں مشغول رہنا ۔ اس کی عظمت کو دل میں بٹھانا اور اس سے سب سے زیادہ محبت رکھنا ۔ اور اُس سے ڈر کر نفسانی جذبات کو چھوڑنا ۔ اور اس کو واحدہٗ لاشریک جاننا ۔ اور اس کے لئے پاک زندگی رکھنا ۔ اور کسی انسان یا دوسری مخلوق کو اسکا مرتبہ نہ دینا ۔ اور درحقیقت اس کو تمام روحوں اور جسموں کا پیدا کرنے والا اور مالک یقین کرنا ٭

دوم ۔ یہ کہ تمام بنی نوع سے ہمدردی کے ساتھ پیش آنا ۔ اور حتی المقدور ہر ایک سے بھلائی کرنا ۔ اور کم سے کم یہ کہ بھلائی کا ارادہ رکھنا ٭

سوم ۔ یہ کہ جس گورنمنٹ کے زیر سایہ خدا نے تمکو کر دیا ہے یعنی گورنمنٹ برطانیہ ۔ جو ہماری آبرو اور جان اور مال کی محافظ ہے اس کی سچی خیر خواہی کرنا ۔ اور ایسے مخالف امن امور سے دور رہنا جو اس کو تشویش میں ڈالیں ٭

یہ اصول ثلاثہ ہیں ۔ جن کی محافظت ہماری جماعت کو کرنی چاہیئے ۔ اور جنہیں اعلیٰ سے اعلیٰ نمونے دکھلانے چاہئیں ٭

درس قرآن شریف کے نوٹ

حضرت مولانا نور الدین خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف کے مختصر نوٹ چار روپے میں آپ کو دفتر الفضل سے مل سکتے ہیں ۔ حجم ۲۰۴ صفحے ۔

(مینیجر)

قصۂ ہجر کی پہلی فصل

تلطفہائے یزدانی کا وہ پتلا نہیں بھولا
نگاہِ گرم کا پڑنا نہیں بھولا نہیں بھولا

ستم کیشیٔ اخوان الصفا تو بات ہے کل کی
حدیث سیزدہ صد سال حسرت زا نہیں بھولا

بتوں میں بت شکن پایا یہ ہے معراجِ عشق اپنی
مجھے غزنی سے پھر محمود کا ملنا نہیں بھولا ۔

ہزاروں پھول دیکھے اور کانٹے بھی چبھے لاکھوں
مگر کیا بات ہے اک نرگس شہلا نہیں بھولا ۔

جنہیں سمجھا تھا اپنے وہ ہی بیگانے نکل آئے
دلِ ناداں ترا یہ دہو کا کھا جانا نہیں بھولا ۔

وطن سے بے وطن کا یہ پیام شوق کدہ میں
کوئی لِلّٰہ پہنچائے رُخِ زیبا نہیں بھولا ۔

مسیحِ مجتبیٰ کے روضۂ انور پہ کہنا ہے
تمہارا خادم نادم وہ عہد اپنا نہیں بھولا ۔

حدیثِ ترک دنیا جس زباں پر رہتی ہو اکثر
اُسے کہدو کہ تو اے دوست ابھی دنیا نہیں بھولا

وہ عیسیٰ آچکا اب ابن عیسیٰ کا زمانہ ہے
مگر مسجد کا مُلا آئے گا عیسیٰ نہیں بھولا ۔

احبا ۔ اقربا ۔ اموالِ دنیا فائدہ اُن کا
تمہاری یاد میں جانِ جہاں کیا کیا نہیں بھولا

سراپا نقص تھا اکمل بنا یا فیض احمد سے
ترے الطاف بے پایاں کبھی مولا نہیں بھولا

الفضل اعلیٰ کاغذ پر ٭

بعض احباب کو شکائت ہے ۔ کہ الفضل کا کاغذ اعلیٰ اور عمدہ اور چکنا نہیں ۔ سو ان کی شکائت دور کرنے کے لئے ہم اعلان کرتے ہیں ۔ کہ ہم نے الفضل اعلیٰ کاغذ پر چھپنے کا انتظام کر دیا ہے ۔ جو صاحب اعلیٰ کاغذ پر اخبار لینا چاہیں ۔ فوراً اپنی درخواستیں بھیجدیں ۔ قیمت سات روپے سالانہ ہوگی ٭

(مینیجر)

دعوت الی الخیر

ولایت میں تبلیغ اسلام

ولایت میں تبلیغ اسلام کا شعبہ بہت بڑے اخراجات کو چاہتا ہے اور ساتھ ہی مبلغین کی تعداد میں اضافہ کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ لیکن ایسے بڑے بڑے کام اس وقت تک قابل اطمینان طریق پر سرانجام نہیں دئے جا سکتے جب تک کہ اخراجات کا سوال حل نہ ہو جائے اور یہ سوال اُسی وقت حل ہو سکتا ہے۔ جبکہ جماعت اور قوم کا ہر ایک فرد اپنے مال کو دین پر قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائے جماعت احمدیہ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے راہ مولیٰ میں اپنے اموال کو خرچ کرتے ہیں اپنی نظیر دنیا میں نہیں رکھتی لیکن یہ سچ ہے کہ جس قدر فرائض اور جسقدر عظیم الشان کام اسکے سپرد ہیں۔ ان کے کرنے میں اسکو ابھی اور زیادہ خرچ کرنیکی ضرورت ہے۔ اسکے ذمہ صرف یوروپ میں ہی تبلیغ کرنا نہیں۔ بلکہ تمام دنیا میں تبلیغ کرنا ہے۔ اور اسکے لئے ان روپوں کی ضرورت ہے جو کہ احمدیوں کے دینی محنت اور مشقت سے کمائے ہوئے ہونگے۔ کیونکہ ان میں ہی برکت ہو سکتی ہے اور صرف ان سے ہی نیک نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ ہم خدا تعالےٰ کے مقرر کردہ انسان کی بنائی ہوئی ایک جماعت ہیں اسلئے ہمارا دست سوال کبھی ایسے لوگوں کے آگے دراز نہیں ہو سکتا جن سے ہمکو ہمارے ہادی اور مرشد حضرت مسیح موعود عہ نے علیحدہ کر دیا ہے پس خدا تعالےٰ کا نام دنیا میں پھیلانے کے لئے اور اسلام کی تعلیم سے لوگوں کو واقف کرنے کے لئے ہمارے اپنے ہی مال صرف ہونگے۔ اسلئے ہمیں مالی قربانی کرنے کے لئے دن بدن زیادہ مستعد اور تیار رہنا چاہیئے۔ ولایت میں تبلیغ اسلام کے کام کی ابتدا خدا تعالےٰ کے فضل سے شروع ہو گئی ہوئی ہے لیکن ہمیں اس کو اعلیٰ پیمانہ پر پہنچانے کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ اور ترقی اسلام کے فنڈ کو مضبوط بنانا چاہیئے۔ اسوقت چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے جس کفایت شعاری اور دلی اخلاص سے کام کر رہے ہیں وہ انکے تازہ آمدہ خط سے معلوم ہو سکتا ہے جو کہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سیدی - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

افسوس ہے کہ میں پچھلی ڈاک میں خط نہ لکھ سکا خیال تھا کہ جمعہ کی نماز کے بعد خط لکھونگا۔ لیکن جمعہ کے دن بعض لوگوں سے ملاقات کے لئے وقت تھا اسلئے دیر ہو گئی اور ڈاک کا وقت گزر گیا۔

ایک بنگالی جو غالباً برہمو سماج سے تعلق رکھتا ہے ہائڈ پارک میں اتوار کو لیکچر دیا کرتا ہے۔ میں اب اس سے کچھ وقت کے لئے اسکی پلیٹ فارم عاریتہً لے لیتا ہوں اور تبلیغ کا اچھا موقعہ ملجاتا ہے اسکے لئے اسے ہر ہفتہ دار دینے پڑتے ہیں۔ اگر اپنی پلیٹ فارم بنوائی جائے تو بنوائی کے خرچ کے علاوہ ۸؎ کے قریب ہفتہ وار خرچ کرایہ وغیرہ کا پڑ جاتا ہے اسلئے فی الحال یہی انتظام مناسب خیال کیا ہے وہاں لوگوں سے تعلقات بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ جس سے آئندہ تبلیغ کا ذریعہ پیدا ہو جاتا ہے۔ کل مورخہ ۱۴ اکتوبر کو لنڈن میں ایک یونیٹیرین چرچ میں لیکچر ہوا۔ ۳۰ کے قریب مرد عورت تھے اکثر دستکار لوگ تھے انہوں نے لیکچر بہت توجہ سے سنا اور اسکے بعد قریباً نصف گھنٹہ سے زیادہ دیر تک سوالات وغیرہ ہوتے رہے جنوری کے مہینے میں انہوں نے پھر آنے کے لئے کہا ہے فلہم لائبریری میں جو لیکچر ہوا تھا۔ اسکی نسبت غالباً میں اس سے پہلے خط میں عرض کر چکا ہوں۔ ہیروگیٹ کے لیکچر ان کے علاوہ ایک لیکچر پورٹ سمتھ میں ۱۰ جنوری کو مقرر ہوا ہے اسکے علاوہ "آرڈر آف دی سٹار ان دی ایسٹ" کے ایڈیٹر کی طرف سے خط آیا ہے جس میں اسنے (۱) مسیح کی قبر کشمیر میں (۲) حضرت مسیح موعود عہ کی زندگی (۳) جماعت احمدیہ (۴) اسلام ان چار مضمونوں کے لکھنے کے لئے کہا ہے یہ مضامین اس جماعت کے ماہواری رسالہ میں شائع ہونگے۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جن کے متعلق میں نے حضور کی خدمت میں لکھا تھا۔ کہ مشرق سے ایک عظیم الشان انسان کے مبعوث ہونے کے منتظر ہیں۔ اس جماعت کے بعض اور ممبروں سے بھی خط و کتابت ہوئی ہے اب دیکھئے نتیجہ کیا ہوتا ہے حضور اللہ تعالےٰ سے دعا فرماویں کہ میرے کام میں آسانی پیدا کر دے۔ ایک بات سے خوف بھی ہوتا ہے کہ اکثر لوگ جو ایسے ماموروں کے منتظر ہوتے ہیں اکثر مخالف ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کا مامور ان لوگوں کی خیالی تصویر سے اکثر مطابقت نہیں کھاتا۔

جنگ ابھی تک برابر شروع ہے۔ فیصلہ کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ جرمن ممکن ہے کہ آخر میں شکست کھائیں اور تباہ ہو جائیں۔ لیکن انکی تیاری اور انتظام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے تمام دنیا کے ساتھ جنگ چھیڑنے کا مدت سے فیصلہ کیا ہوا تھا۔ اگر اٹلی انکا ساتھ دیتا۔ تو اب تک جنگ کا فیصلہ ہو گیا ہوتا۔ ترکوں کی طرف سے چھیڑ چھاڑ ابھی تک چلی جاتی ہے اور خطرہ ہے کہ یہ لوگ بھی اپنے آپکو اس خطرناک جنگ میں شامل نہ کر دیں۔ مصر کی سرحد پر فوج جمع کرنے کی خبر شائع ہوئی ہے۔ غالباً غلط ہے۔ لیکن اگر صحیح ہے تو نتائج خطرناک پیدا ہونگے۔

میری صحت اچھی ہے لیکن دعا کی سخت ضرورت ہے حضور سے اور دیگر احباب سے دعا کا ملتجی ہوں۔ والسلام

خاکسار فتح محمد - ۱۵ اکتوبر ۱۹۱۴ء

اپنے ناظرین کی خدمت میں التماس

ایک ضروری امر جس کی طرف آپکی توجہ دلانی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ بعض احباب شکایت کرتے ہیں کہ انکے پاس فلاں نمبر نہیں پہنچا اور فلاں اخبار نہیں آیا۔ حالانکہ دفتر سے انکے نام پرچہ ارسال ہو چکا ہوتا ہے اسلئے ایسے احباب اپنی ڈاک کا انتظام ٹھیک کریں۔

۲- بعض دوست اپنا اخبار اپنے کسی دوسرے دوست کو برائے مطالعہ دیدیتے ہیں اور پھر ان سے واپس نہیں لیتے اور اپنا فائل مکمل کرنیکے لئے وہ پرچہ دفتر سے طلب فرماتے ہیں ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ احباب اپنا فائل مکمل نہ کریں۔ بلکہ اسی ضمن میں ایک ضروری بات جو آپ تک پہنچانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس قسم کی خط و کتابت سے دفتر کو تقریباً ۳ روپیہ ماہوار کا نقصان ہونا پڑتا ہے اسلئے ایسے احباب جو زائد پرچے منگوانا چاہیں وہ فی پرچہ ۱؎ اور محصول ڈاک بھیجدیا کریں۔

۳- جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنے چاہئیں

۴- ۱۸ مارچ ۱۹۱۴ء سے الفضل سہ روزہ ہونیکے سبب قیمت اخبار بجائے ۳ روپیہ کے چھ روپیہ ہو گئی ہے۔ — مینیجر

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح والمہدی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ تیسواں سُورۃ العلق

بقیّہ رکوع اوّل

(گذشتہ سے پیوستہ)

اَرَءَیْتَ اِنْ کَانَ عَلَی الْھُدٰیٓ ۙ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰی ۝ — اگر وہ ہدایت پر ہو یا لوگوں کو تقوےٰ کا حکم کرے تو کیا ہی اچھا کام ہو۔

اَرَءَیْتَ اِنْ کَذَّبَ وَ تَوَلّٰی ۝ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی ۝ — مجھے بتاؤ تو سہی کہ اگر وہ تجھے جھٹلاتے ہیں۔ تو کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔

کَلَّا لَئِنْ لَّمْ یَنْتَہِ ۝ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِیَۃِ ۝ — خبردار۔ اگر وہ اپنے ان کاموں سے رُکیگا نہیں تو ہم اس کو ماتھے سے پکڑ کر کھینچیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ بدر کے جنگ میں گھسیٹ گھسیٹ کر ان کو کنوئیں میں ڈالا گیا۔

نَاصِیَۃٍ کَاذِبَۃٍ خَاطِئَۃٍ ۝ — وہ پیشانی ہی ایسی جھوٹی ہو گی کہ ایسے آدمی کے سر کو ہی دیکھ کر معلوم ہو جائے گا کہ یہ جھوٹا اور گنہگار ہے۔

خاطئۃ - ایسی پیشانی ہوگی جو کہ خدا تعالیٰ کے حضور نہیں جھکی ہو گی اور اس نے سجدہ نہیں کیا ہو گا۔

فَلْیَدْعُ نَادِیَہٗ ۝ — پس چاہیئے کہ اس وقت وہ بلا لے اپنے مددگاروں کو۔ نادیہ - مجلس - اس وقت کی مجلس جبکہ لوگ اس میں موجود ہوں۔ مراد یہ کہ ان لوگوں کو بلائے جو اس کی مجلس میں تھے۔

سَنَدْعُ الزَّبَانِیَۃَ ۝ — ہم بھی زبانیہ کو بلائیں گے۔ لوگوں نے زبانیہ۔ کے معنے دوزخ کے فرشتے کئے ہیں۔ میرے خیال میں اس کے معنے پولیس مین کے ہیں پرانے زمانے میں بھی پولیس ہوا کرتی تھی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایسے آدمی مقرر تھے جو کہ شہر کے بدکاروں کی خبر رکھتے تھے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی تعریف بیان فرمائی ہے کفار کو کہا ہے کہ تم بھی اپنے مددگاروں کو بلاؤ۔ ہم بھی اپنے پولیس مینوں کو بلاتے ہیں یعنی صحابہ کو۔ یہ کتنی عظیم الشان خبر ہے۔ چودہ سال پہلے جنگ بدر سے یہ کلام اترتا ہے۔ لیکن سب خبریں اس میں درج ہوتی ہیں۔

کَلَّا ؕ لَا تُطِعْہُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝ — خبردار ایسے آدمی کی کچھ بھی پرواہ نہ کرو۔ جو تمہیں عبادت سے روکتا ہے۔ دیکھو میرے لئے ہی سجدہ کرو اور قریب ہو جاؤ۔

اللہ تعالیٰ نے کیا ہی لطیف بات بیان فرمائی ہے۔ سجدہ تنزل کی انتہائی منزل ہے پس یہی ترقی کی راہ ہے۔ انسان جتنا نیچا ہوتا ہے اُتنا ہی ترقی کرتا ہے۔ جتنا بندہ نیچے ہوتا ہے اتنا ہی اس کا درجہ اُوپر ہوتا ہے مگر جو بلند ہوتا ہے اس کو زبانیہ پکڑ کر نیچے ڈال دیتے ہیں۔

سُورۃ القدر

۳۰ - جون سنہ ۱۹۱۴ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ایک زمانہ انسان پر ایسا آتا ہے کہ اس کے چاروں طرف تاریکی ہو جاتی ہے اور اس کے لئے سخت مُصیبتوں اور تکلیفوں کے ایام ہوتے ہیں وہ بڑی بڑی خطرناک مصیبتوں میں مُبتلا ہوتا ہے۔ لیکن جس طرح ایک بچہ جب روتا ہے تو جھٹ ماں کی چھاتیوں میں پیار اور محبت کی وجہ سے دودھ آجاتا ہے۔ تو جب ماں جس کا بیٹے سے بہت قلیل تعلق ہوتا ہے وہ اس کی خالق نہیں ہوتی۔ رازق نہیں ہوتی۔ مالک نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی اس سے اس کا تعلق دائمی ہوتا ہے۔ چند مہینے اس کے پیٹ میں رہتا ہے۔ پھر باہر نکل کر کچھ سال اس کے پاس رہتا ہے۔ اوّل تو شادی ہونے پر ہی الگ ہو جاتا ہے۔ اور بہت شاذ ہوتے ہیں جو والدین سے تعلق رکھتے ہیں تو باوجود ایسے تعلق کے پھر ماں کو ایسی محبت ہوتی ہے کہ جب بچہ روتا ہے تو اس کی چھاتیوں میں دودھ آجاتا ہے۔ تو اسی طرح جب انسان تاریکی اور مصیبتوں کے زمانہ میں خدا تعالیٰ کے حضور گر جائے تو اس کی بھی دستگیری کی جاتی ہے۔ اور بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی وہ مصیبت کی گھڑی ان کے لئے بڑے بڑے راحتوں کے سامان مہیا کر دیتی ہے۔ اس بات کو اگر ہم وسیع کر کے شریعت کے احکام پر لگائیں تو پتہ لگتا ہے کہ انسان کے لئے جو مصیبتیں آتی ہیں وہ اس کی ترقی کا موجب ہوا کرتی ہیں۔ مثلاً ایک آدمی بیمار ہے وہ صدقہ دیتا ہے یا ایک شخص بڑی تکلیف سے روزے رکھتا یا اپنے آرام کا وقت صرف کر کے نفل پڑھتا ہے تو یہ بھی ایک تکلیف برداشت کرتے ہیں مگر اس تکلیف کو برداشت کر کے آنے والی بڑی بڑی تکلیفوں اور مصیبتوں سے بچ جاتا ہے جس طرح ایک شخص جو بیمار ہونے والا ہے۔ وہ کونین کھالے۔ تو گو وہ کونین کھانے کی کڑواہٹ

برداشت کرے گا۔ مگر ایک لمبے وقت کی کڑواہٹ سے بچ جاتا ہے۔ لوگ بہت سا روپیہ خرچ کرکے اپریشن کرواتے۔ اور ہاتھ پاؤں وغیرہ کٹوا دیتے ہیں۔ اور اس تکلیف کو برداشت کرتے ہیں۔ لیکن اس سے بہت بڑی مُصیبت سے بچ جاتے ہیں۔ اسی طرح بعض تنگی کی گھڑیاں انسان پر آتی ہیں تو اس وقت اگر انسان خدا تعالیٰ کے آگے گر جاوے۔ تو آیندہ کے لئے اس کے واسطے راحت کے سامان پیدا ہو جاتے ہیں ٭

لیلۃ القدر کیا چیز ہے۔ ایک تو وہ رات ہے۔ جو رمضان میں آتی ہے (۲) تنگی کی رات (۳) وہ رات جس میں مختلف امور اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیصل ہوتے ہیں (۴) وہ رات جو بڑی معزز اور عزت والی ہے ٭

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ — ہم نے یہ قرآن لیلۃ القدر میں اُتارا (۲) ایک ایسی رات میں اُتارا۔ جو بڑی تنگی والی تھی (۳) یا ایک ایسی رات میں اُتارا۔ جو بڑی عزت والی ہے (۴) ماہ رمضان میں جو رات خاص طور پر دُعاؤں کی قبولیت کیلئے مخصوص ہے اسمیں اُتارا۔ کیونکہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن ۔

اس میں خدا تعالیٰ نے کئی باتیں بیان فرمائی ہیں۔ فرمایا۔ یہ قرآن لیلۃ القدر کے متعلق سے ہے اُتارا فی لیلة القدر۔ یعنی لیلۃ القدر کے متعلق۔ اور یہ بتایا کہ (۱) اگر تمہیں مشکلات آپڑیں۔ تو تمہیں کونسا طریق اختیار کرنا چاہیئے۔ یہ کہ اگر ایسے وقت میں تم ہماری طرف جھکو گے۔ تو تمہاری عزت بہت بڑھ جائے گی (۲) قرآن کو ہم نے ایسے وقت میں اُتارا جو کہ بڑی تاریکی کا زمانہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو تاریکی تھی اس سے پہلے کبھی ایسی نہ تھی۔ پہلے جو نبی آتے رہے وہ جس ملک میں آتے۔ اسی ملک کی حالت خراب ہوتی۔ اور صرف انکی اپنی ہی قومیں تباہ ہو رہی ہوتی تھیں۔ اور باقی ملکوں میں کوئی ایسی خرابی نہ ہوتی تھی۔ حضرت موسیٰؑ۔ حضرت مسیحؑ۔ کرشن جی۔ اور رام چندر جی وغیرہ خدا کے رسول آئے۔ لیکن صرف اپنی ہی قوموں کے لئے آئے۔ کیونکہ انہی کی حالت قابل اصلاح تھی۔ اور انہی خاص ملکوں میں ہی انکی ضرورت تھی۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسی ملک میں آرام نہ تھا۔ اور کوئی قوم بُرائیوں سے بچی ہوئی نہ تھی ہر جگہ ہندوستان میں۔ چین میں۔ عراق میں۔ عرب میں۔ یمن میں۔ یورپ میں۔ افریقہ میں فسق و فجور پھیلا ہوا تھا۔ کسی ملک کی تاریخ پر نظر ڈال کر دیکھو۔ اس زمانہ میں کسی جگہ نور نظر نہیں آتا۔ کہیں کسی برگزیدہ خدا کا پتہ نہیں لگتا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ گو بڑی تاریکی کا یہ زمانہ ہے مگر یہ ایسی پاک اور عظمت والی تعلیم ہے کہ کوئی چیز اس کا مقابلہ نہ کر سکیگی ٭

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ — اور کیا تو نہیں جانتا کہ لیلۃ القدر کیا ہے لیلۃ القدر وہ وقت ہے۔ جو کہ ہزار مہینوں سے بھی اچھا ہے عربی زبان میں الف سے اوپر اور کوئی ہندسہ نہیں۔ یہی آخری حد ہے۔ تو الف شہر سے یہ مراد نہیں کہ یہ رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے بلکہ یہ ہے کہ کمال کے انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ یہ لیلۃ القدر کا زمانہ ہے جو کہ قرآن شریف کے نزول کی وجہ سے سب زمانوں سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ اور اس سے بڑھ کر اور کوئی کمال کا زمانہ نہیں ہو سکتا ٭

الف شہر۔ تمام زمانوں سے بڑھ کر یہ زمانہ ہے۔ اسلئے ہزار کا نام لے دیا۔ ہر ایک زبان میں ایسے محاورے ہوتے ہیں۔ ہمارے ہاں بھی کسی چیز کی کثرت بیان کرنے کے لئے لاکھوں کا ہندسہ استعمال کرتے ہیں۔ عربی زبان میں ہزار کا لفظ بھی کثرت ظاہر کرنے کے لئے بولا جاتا ہے۔ اسیطرح ہزار کا ہندسہ بھی۔ یہ ایک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے متعلق ہے۔ اور پھر اگر الف شہر کو لیں تو تراسی سال اور کچھ مہینے بنتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر صدی میں یہ لیلۃ القدر کا زمانہ آتا ہے یعنی مجدد آتا ہے۔ پہلے ایک مجدد آتا ہے۔ اور وہ جماعت کو ایک حد تک پہنچا دیتا پھر جماعت ترقی کرنی شروع کرتی ہے مگر صدی کے آخر میں گمراہ ہو جاتی ہے۔ اسلئے پھر خدا تعالیٰ اپنے کسی مامور کو بھیجدیتا ہے۔ ظاہری ترقیوں کے لحاظ سے تو مجدد کے بعد کا ہی زمانہ ہوتا ہے لیکن روحانی ترقی اسوقت ایسی نہیں ہوتی جیسی کہ مامور کے زمانہ میں ہم اپنا حال ہی دیکھتے ہیں۔ صدی کے سر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئے۔ گو اس وقت بڑی تاریکی کا زمانہ تھا اور جماعت کی حالت بھی کمزور تھی۔ مگر جو آرام۔ سکھ اور خوشی اس وقت تھی۔ اب نہیں ہے۔ گو اب ایک سے سینکڑوں اور سینکڑوں سے ہزاروں اور ہزاروں سے لاکھوں اور لاکھوں سے کروڑوں ہوں گے۔ لیکن وہ زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ تھا وہ کبھی نہیں مل سکتا۔ مجھے یاد ہے کہ اسوقت مخالفین نے بڑے بڑے سخت حملے کئے۔ لوگوں کو تکلیفیں پہنچیں۔ لیکن جب حضرت صاحب مجلس میں بیٹھ کر فرماتے کہ کوئی پرواہ نہیں۔ ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے۔ تو سب کی تسلی ہو جاتی اور ہنسنے لگ جاتے۔ دُنیا میں کوئی کسی کی بات کو بغیر دلیل کے نہیں مانتا۔ لیکن حضرت صاحب مجلس میں بیٹھے ہوتے۔ تو کوئی بات پیش ہوتی۔ آپ فرماتے کہ یوں ہے۔ بس یہی فیصلہ سمجھا جاتا۔ اور اس فیصلہ سے دل کو ایسا اطمینان ہوتا۔ کہ ذرا بھی شکایت باقی نہ رہتی ٭

حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ فرماتے۔ کہ مولوی عبد الکریم صاحب (مرحوم) سے ایک بات کے متعلق گفتگو ہوئی۔ لیکن وہ ہرگز میری بات نہ مانیں۔ اور کہیں کہ یہ بات تو عقل میں آ ہی نہیں سکتی۔ پھر وہی بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش ہوئی۔ تو آپ نے وہی فیصلہ فرمایا جو میں کہتا تھا تو مولوی عبد الکریم صاحب حضرت صاحب کی باتوں کو سُنکر سبحان اللہ۔ سبحان اللہ کہتے جاتے۔ میں نے ان کی چٹکی لی۔ اور کہا کہ کیا یہی بات میں نہیں کہتا تھا ٭ ×

اسوقت آپ کیوں نہیں مانتے تھے۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ مولوی صاحب آپ تو بات کا گلا گھونٹ دیتے ہیں۔ دیکھو حضرت صاحب نے کیسی عمدہ طرح بیان فرمائی ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ وہ کیا چیز تھی۔ جسکا یہ اثر تھا۔ کہ آپکے سامنے حرف شکایت مٹ جاتا تھا۔ یہ خدا کی آپکے ساتھ تائید تھی۔ سینکڑوں آدمی ایسے آئے۔ جنھوں نے صرف شکل دیکھ کر آپ کی بیعت کر لی۔ ہزاروں ایسے آئے جن کے کانوں میں صرف ایک لفظ پڑا۔ تو وہ مان گئے۔ نہ انہیں دلائل کی ضرورت پڑی۔ اور نہ کسی تحقیقات کی۔ انھوں نے یہی سمجھ لیا۔ کہ یہ آواز کسی جھوٹے کی نہیں ہو سکتی۔ ہمارے ایک مرحوم دوست یہاں آئے۔ اسوقت حضرت صاحب ٹہل رہے تھے۔ تو انھوں نے دیکھ کر کہا۔ یہ کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ جلدی جلدی چل رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسے بہت دور جانا ہے۔ پس یہی بات اس کے فریفتہ کرنے کے لئے ہزاروں دلیلوں اور لاکھوں ثبوتوں سے زیادہ کارآمد ہوئی۔ تو پہلا وقت اب کبھی واپس نہیں آسکتا۔ اور نہ موجودہ وقت اس سے مقابلہ کر سکتا ہے۔ صحابہ کرام نے بڑے بڑے ملک فتح کئے۔ ہر ایک قسم کے آرام و اطمینان ان کو نصیب ہوئے۔ اور کسی چیز کی ان کو کمی نہ رہی۔ لیکن کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ صحابہ بھوکے پیاسے اور پھٹے پرانے کپڑے پہنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہونے کی نسبت اسوقت کو پسند کرتے ہوں گے۔ ہرگز نہیں۔ ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کا ذکر فرمایا۔ تو بعض صحابہ نے کہا۔ کہ ہم تو آپ پر اپنی جانوں اور مالوں سے فدا ہو جائیں گے۔ آپنے فرمایا۔ کہ یہ تو خدا کا قانون ہے۔ جو ٹل نہیں سکتا۔ تو بظاہر رسول کی موجودگی کا زمانہ زیادہ ترقی نہ ہونے کی وجہ سے تاریکی کا زمانہ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن خدا تعالے فرماتا ہے۔ کہ تمھیں کیا معلوم ہے۔ کہ ایسے زمانہ میں کیا کیا ترقیئیں ہوتی ہیں۔ یا یہ کہ کوئی زمانہ اس نبی کے زمانہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ

اور کیونکر کوئی زمانہ اسکا مقابلہ کر سکے۔ کیونکہ اس زمانہ میں تو خدا تعالے کے اذن سے فرشتے کل ضروری سامان لیکر اترتے ہیں۔ ہر ایک مشکل ہر ایک مصیبت۔ ہر ایک ضروری معاملہ اور بحث کے متعلق اس زمانہ میں خدا تعالے کی طرف سے بذریعہ الہام دلائل سمجھاتے ہیں۔ اس زمانہ سے اور کونسا کیا مبارک زمانہ ہو سکتا ہے۔

هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ

اور پھر یہ وقت طلوع فجر تک جاتا ہے۔ یعنی پھر اندھوں کے لئے روشنی پھیل جاتی ہے۔ اور ایسے بین اور کھلے نشانات ہوتے ہیں۔ کہ بہت کم سمجھ والے بھی سمجھ سکتے ہیں۔ مگر ایسے وقت میں نبیوں سے محبت کرنے والوں کو مزا نہیں آتا۔ مومن تو تمام دنیا کے تعلقات کو قطع کر کے رات کو ہی مزے سے خدا تعالے کی عبادت کرتا ہے۔ جبکہ اس کی توجہ کو کوئی چیز ہٹانے والی نہیں ہوتی۔ اس لئے مومن کو جو لذت رات میں ہوتی ہے۔ وہ دن کو کہاں۔

ایک دفعہ ایک شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس آیا۔ اور کہا۔ کہ میں بڑی دعائیں کرتا رہتا ہوں۔ کہ یہ سلسلہ جلدی دنیا میں پھیل جائے۔ یہ سنکر حضرت صاحب کو بڑا ملال ہوا۔ اور فرمایا۔ کہ کیا تمہارا یہ مطلب ہے۔ کہ میں تم میں سے رخصت ہو جاؤں۔ جبتک میں تم میں ہوں۔ اسوقت تک ترقی نہیں ہوگی۔ ترقی کا وقت بعد میں آئیگا۔ اس کے لئے قدرت ثانی کا انتظار کرو۔ تو قدرت ثانیہ میں گو خدا تعالے کا سلسلہ پھیلتا ہے۔ لیکن روحانی ترقیات ایسی نہیں ہوتیں۔ جو نبی کے زمانہ میں ہوتی ہیں۔ اس لئے لیلۃ القدر کا زمانہ ہی خیر من الف شہر ہوتا ہے۔

سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ

یکم جولائی ۱۹۱۴ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پچھلی سورتوں میں اللہ تعالے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کام کی طرف متوجہ فرماتے ہوئے بڑے بڑے فضلوں اور کامیابیوں کے وعدے دیئے۔ اور قرآن شریف کی ابتداء بیان فرمائی۔ اور بتایا۔ کہ ہم کسطرح چھوٹی چیز کو ترقی دیکر بڑے بڑے کمالات تک پہنچا دیتے ہیں۔ تم ابتداء میں تو لوگوں کے خیال میں ایسے معلوم نہیں ہوتے۔ جیساکہ تم دعویٰ کرتے ہو۔ مگر ہم تم کو بہت کچھ سکھائیں گے۔ اور ایسی تعلیمیں دیں گے۔ کہ دنیا میں کسی نبی کی معرفت ایسی تعلیمیں نہیں دی گئیں۔ پھر فرمایا۔ کہ تمہارا زمانہ بڑا بابرکت زمانہ ہے۔ جنھوں نے تیرا زمانہ دیکھا۔ وہ بعد میں بڑی بڑی ترقیوں کو بھی دیکھ کر افسوس کریں گے۔ اور کہیں گے۔ کہ یہ ویسا زمانہ نہیں ہے۔ یہ انسان کی ترقی کے اعلیٰ کمال کی علامت ہوتی ہے۔ کہ بڑے بڑے لوگ اسکو دیکھ کر رشک کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ کاش! ہم ایسے ہو جائیں۔ اور وہ انسان تو بہت ہی عظیم الشان ہے جسکی نسبت لوگ اس بات پر رشک کریں۔ کہ کاش! ہمیں ان کی خدمت ہی نصیب ہوتی۔ دنیا میں لوگ کسی کو اعلیٰ حیثیت میں دیکھ کر رشک تو کرتے ہیں۔ کہ ہم ایسے ہو جائیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بہت بلند تھی۔ جسکو کوئی پہنچ نہیں سکتا تھا۔ اس لئے وہ یہی کہتے کہ کاش! ہمیں ان کی خدمت نصیب ہوتی۔

اب اللہ تعالے فرماتا ہے۔ کہ ایک نبی کو بھیجنے کی ضرورت کیا تھی۔ اور کیوں اس ایک ہی کو کہا۔ کہ اِقْرَاْ بجائے اس کے کیوں نہ ہم نے دنیا میں ایسے سامان پیدا کر دیئے۔ جن سے لوگ نصیحت حاصل کر لیتے۔ مثلاً عالم فاضل لوگ پیدا کر دیتے۔ جو لوگوں کو نیکیاں سکھاتے۔ اور بدیوں سے روکتے۔

یہ ایک بہت بڑا دھوکا ہے۔ جسمیں آج کل بہت لوگ پڑے ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ احمدیوں میں سے بعض کو بھی یہی دھوکا لگا ہے۔ یہ اس بات کو سمجھتے ہی نہیں۔ کہ نبی کی بعثت کی غرض کیا ہوتی ہے۔ اور انسان کی اصلاح کا بہترین طریقہ کونسا ہو سکتا ہے۔ اسی ٹھوکر کی وجہ سے آج ان میں اور ان میں اختلاف ہے۔ ایک شخص نے ایکدفعہ مجھے کہلا بھیجا۔ کہ آپ کہتے ہیں۔ کہ وہ حضرت مرزا صاحب کا ذکر لیکچروں میں نہیں کرتا۔ آپ بتائیں کہ حضرت صاحب کے آنے کی غرض کیا تھی۔ سوال کرنے والے نے تو سمجھا۔ کہ یہ کہدیگا۔ کہ مرزا صاحب کی بعثت کی غرض اسلام کی تعلیم کو پھیلانا تھی۔ تو میں بھی کہدوں گا۔ کہ ہم بھی اسلام کی تعلیم ہی پھیلاتے ہیں۔ لیکن میں نے پیغام لانے والے سے کہا۔ کہ پیشتر اس کے کہ میں تمہارے سوال کا جواب دوں۔ تم مجھے یہ پوچھ دو کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی کیا غرض تھی۔ اسکا جواب مجھے کوئی نہ ملا۔

اور اس کے پاس کوئی جواب تھا بھی نہیں۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منوانے کے لئے تو آئے نہیں تھے۔ خدا تعالیٰ کی تعلیم یعنی اسلام کے پھیلانے کے لئے آئے تھے۔ تو پھر لا الٰہ الا اللہ ہی کہنا چاہیئے۔ محمد الرسول اللہ کہنے کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے۔ یہ لوگ یہی دھوکہ دیتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب کی غرض اسلام کی تعلیم کو پھیلانا تھا۔ اور ہم بھی یہی کام کرتے ہیں۔ تو ان کے نام لینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن ہم کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غرض بھی اللہ تعالیٰ کو ہی منوانا تھی۔ تو پھر لا الٰہ الا اللہ ہی کہنا کافی ہونا چاہیئے۔ نبی کریم صلعم کے ساتھ ملانے کی کیا ضرورت ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ ان لوگوں نے نبی کی بعثت کو (نعوذ باللہ) لغو سمجھا ہے۔ اسلام کی خدمت تو علماء کے ذریعہ بھی ہو سکتی تھی۔ اس کے لئے بڑے بڑے مولوی اور عالم ہوتے۔ جیسے کہ سید احمد خان وغیرہ تھے۔ وہ لوگوں کو تعلیم دیتے۔ بدیوں سے بچاتے۔ اور دین پر قائم رکھتے۔ جیسا کہ ہر ایک نبی کی بعثت سے پہلے اشخاص پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو کہ خلق کی اصلاح کا دم بھرتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی ایسے اشخاص پیدا ہو گئے تھے۔ جو کہ ایک واحد خدا کی تلقین کرتے اور شرک سے بیزار تھے۔ چنانچہ ایک شخص کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ آؤ میرے ساتھ کھانا کھا لو۔ تو وہ کہنے لگا۔ کہ میں مشرک سے کھانا نہیں کھاتا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے تو کبھی شرک نہیں کیا۔ تو باوجود آپ کے پہلے ایسے لوگوں کے پیدا ہو جانے کے ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی ان میں سے اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہوا۔ کسی نے کوئی جماعت نہیں بنائی۔ کوئی کسی کو پاک اور مزکی نہیں کر سکا۔ کسی سے دنیا کی بدیاں اور خباثتیں دور نہیں ہوئیں۔ کسی ایک آدمی کا بھی وہ خدا سے ایسا تعلق پیدا نہیں کر سکے۔ جیسا کہ صحابہ کرام کا تھا۔ پھر اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے بھی ایسی ہی مصلحین کی جماعت بن گئی تھی۔ سر سید نے علی گڈھ کالج بنایا۔ روپے اکٹھے کئے گئے۔ اور طرح طرح کی کوششیں قوم کی اصلاح کے لئے کی گئیں۔ لیکن کیا کوئی پاک اور مطہر جماعت یہ لوگ اپنی کوششوں سے تیار شدہ بتا سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ ان کے پاس بھی بڑے بڑے دلائل تھے۔ جوش تھا۔ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ وفات مسیح ہے۔ یہ بھی سر سید نے پیش کیا۔ لیکن نتیجہ کیا ہوا۔ کچھ بھی نہیں۔ سر سید نے لیکچر دیئے۔ کتابیں لکھیں۔ اور اوہام دور کرنے کے لئے کئی قسم کی تدبیریں اختیار کیں۔ لیکن باوجود اپنے اعلیٰ مرتبہ کے اور باوجود اس عزت کے جو انہیں گورنمنٹ اور پبلک میں حاصل تھی۔ کیا کوئی شخص بھی ایسا پیش کیا جا سکتا ہے۔ جو کہ سر سید کی کوشش سے پاک ہوا ہو۔ وہ خود جو قوم کی اصلاح کے لئے کھڑا ہوا تھا یہاں تک ہب سے بیگانہ تھا۔ کہ جب اس کو نماز پڑھنے کے لئے کہا گیا۔ تو کہنے لگا۔ کہ مجھے اتنے کام ہیں۔ کہ نماز پڑھنے کی فرصت ہی نہیں ہے۔ تو جب خود اس کا حال ہو۔ تو اور کسی کی وہ کیا اصلاح کر سکتا تھا۔

تاریکی اور ظلمت کے زمانہ میں جو علماء اور مدعیان اصلاح قوم کی اصلاح کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ ان کی مثال بعینہٖ ایسی ہوتی ہے۔ کہ وہ ایک شخص کو جو پانی میں ڈوب رہا ہو۔ بر کنار کھڑے ہو کر کہتے ہیں۔ کہ یوں ہاتھ پاؤں مارو۔ یوں پانی کو دھکیلو۔ اور اس طرح نکلنے کی کوشش کرو۔ تب تم بچ سکتے ہو۔ لیکن ان کے اس طرح کہتے کہتے ہی وہ ڈوبنے والا ڈوب کر ہلاک ہو جاتا ہے۔ تو علماء ڈوبتے ہوؤں کو تیرنا سکھانا چاہتے ہیں۔ لیکن ڈوبنے والے کو ایسے وقت میں تیرنا کہاں آ سکتا ہے۔ اس لئے وہ ڈوب کر تباہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ان کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی جس سے ڈوبنے والے کی مدد کر سکیں۔ اس سے ناکام ہی رہتے ہیں۔ ایسے وقت میں ڈوبتے ہوئے لوگوں کو بچانا انبیاء کا ہی کام ہوتا ہے۔ انبیاء ایک رسی کی طرح ہوتے ہیں۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ اعتصموا بحبل اللہ جمیعا۔ یہی ڈوبنے والوں کے لئے علاج ہوتا ہے۔ اور اسی کو پکڑ کر وہ بچ سکتے ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی ان کے بچنے کا ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے وہی بچتا ہے۔ جو اس رسی کو مضبوط پکڑ لیتا ہے۔

وہ جو کہتے ہیں۔ کہ ہم مرزا صاحب کو پیش نہیں کرتے۔ بلکہ اس چیز کو پیش کرتے ہیں۔ جس کے لئے مرزا صاحب آئے تھے۔ ہم ان سے کہتے ہیں۔ کہ جس کے سامنے تم وہ چیز پیش کرتے ہو۔ جس کے لئے حضرت مرزا صاحب آئے تھے۔ (یعنی اسلام) وہ تو ڈوب رہا ہے۔ اب اس کو تم تیرنا نہیں سکھا سکتے۔ پہلے اس کے ہاتھ میں خدا کی بھیجی ہوئی رسی یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پکڑا دو۔ جب وہ اس رسی کو پکڑ کر ڈوبنے سے بچ جائیگا۔ تو پھر اس کو تیرنا سکھایا جائیگا۔

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ ممکن ہی نہیں تھا۔ کہ کوئی تدبیر بھی کفار کو خواہ وہ اہل کتاب ہوں یا مشرک ان کی بدیوں۔ خباثتوں۔ فسق و فجور۔ اور جہالتوں سے بچا سکتی۔ یہ کسی صورت میں بھی بچ نہیں سکتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کے پاس بینہ آ گئے۔ اور وہ یہ کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے رسول آ گئے۔ پس یہی ایک طریق ان کے بچنے کا تھا۔ کہ وہ رسی کو جو خدا نے ان کی طرف بھیجی ہے پکڑ لیں۔ واعظوں کے وعظ اور علماء کی نصیحتوں سے انہیں کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ یہ ان پر خدا کی طرف سے بڑا فضل نازل ہوا ہے۔ اسی میں آئی طاقت ہے۔ کہ ڈوبتے ہوؤں کو بچا لے۔

اگر ایک شخص کو کئی بیماریاں ہوں۔ جگر خراب ہو۔ سینہ خراب ہو۔ تلی بڑھی ہوئی ہو۔ سر دکھتا ہو۔ اعضاء خراب ہوں۔ ہاضمہ درست نہ ہو۔ بواسیر ہو۔ نقرس ہو۔ تو ان میں کئی ایسی بیماریاں ہیں۔ کہ اگر ایک کا علاج کیا جائے۔ تو دوسری بڑھ جاتی ہے۔ اس لئے وہ شخص جو ہر ایک بیماری کا علیحدہ علیحدہ علاج کرتا ہے۔ وہ احمق ہے۔ اس کو تو ایسی دوا کرنی چاہیئے۔ جو کہ اس کے سارے جسم کو یکلخت اچھا کرے۔ اور طاقت دیدے۔ اسی طرح لوگ ہر ایک قسم کے گندوں اور پلیدیوں سے لتھڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور ان کا تمام جسم بیماریوں سے چور ہوتا ہے۔ اسوقت ان کے لئے دلائل کار آمد نہیں ہو سکتے۔ اور نہ وہ ان کو سمجھ سکتے ہیں۔ اسوقت ان کا یہی علاج ہے۔ کہ ایک ایسا انسان آئے۔ جو سامنے سے پردہ کھینچکر خدا دکھا دے۔ اور ان کے سب گندوں کو یکلخت دور کر دے۔ اس کے سوا اور کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔ جھوٹے ہیں وہ جو کہتے ہیں۔ کہ علماء اور لیکچرار ایسے لوگوں کا علاج کر سکتے ہیں۔ کالج اور یونیورسٹیاں ان کے لئے مفید ہو سکتی ہیں۔ تجارت اور صنعت فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ ان کے علاج کی اور کوئی صورت نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ رسول من اللہ کو پکڑ لیں۔ پھر جب یہ اس کو پکڑ لیں گے۔ تب وہ انہیں تعلیم دینی شروع کریگا۔ اور بدیوں اور برائیوں کے سمندر میں ڈوبنے سے بچنے کے لئے تیرنا سکھانا شروع کریگا۔ کہ فلاں غلطی تم نے کی اس لئے تم کو تکلیف اٹھانی پڑی۔ اب اس کو چھوڑ دو۔ اور اس طرح کرو۔ تاکہ آرام پاؤ۔

رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝

فرمایا۔ کہ ان لوگوں کی اصلاح نہیں ہو سکتی جتنی کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو رسول آئے۔ وہ اسوقت صحفا مطہرہ ان پر پڑھے۔ یہ صحیفے ایسے نہ ہوں۔ بلکہ مطہر صحیفے ہوں۔